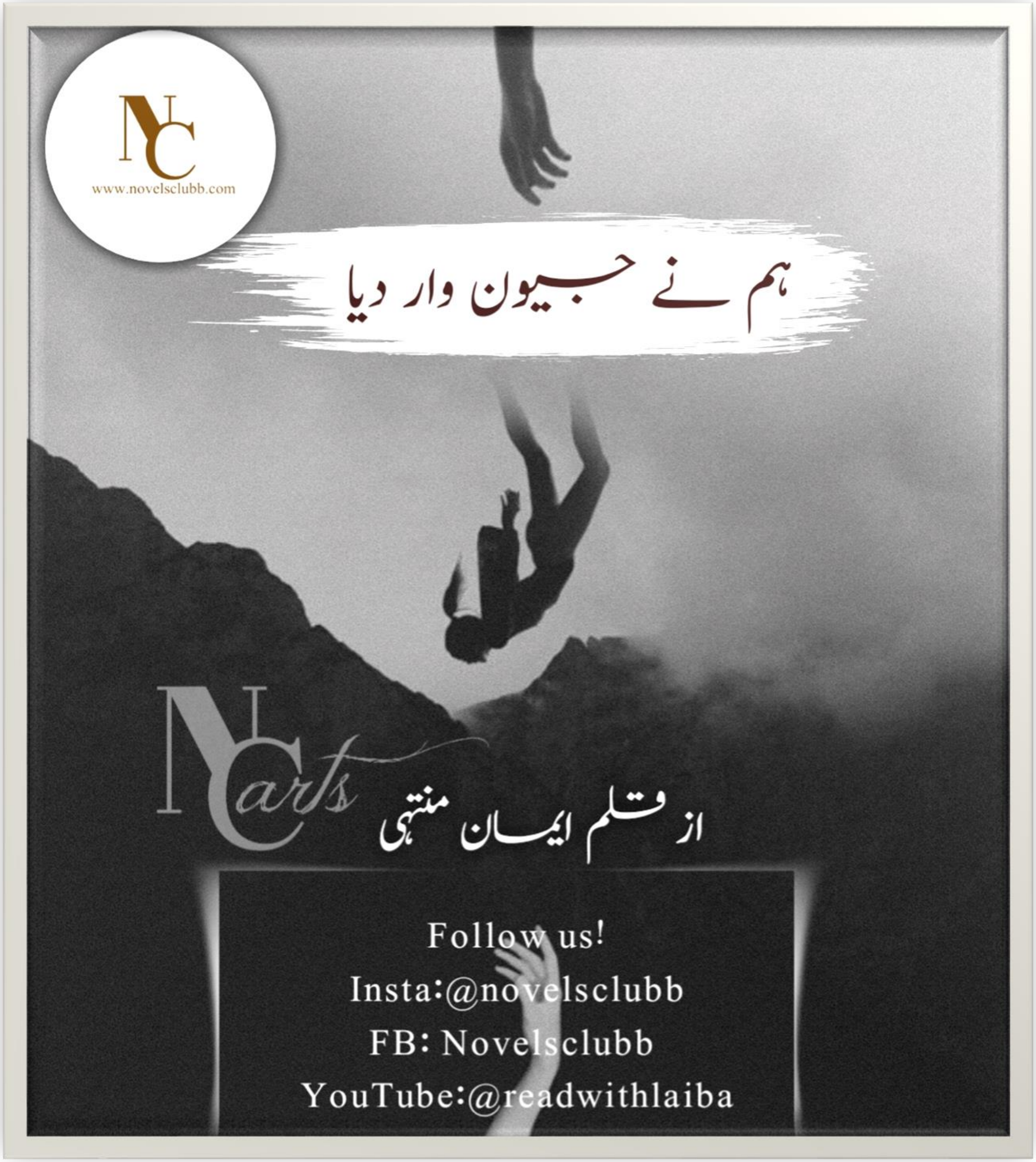
www.novelsclubb.com
ہم نے جیون وار دیا
از قلم ایمان منتہی
Follow us!
Insta:@novelsclubb
FB: Novelsclubb
YouTube:@readwithlaiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

ہم نے جیون وار دیا

از قلم

ایمان منتہی

www.novelsclubb.com

انتساب!

جن کی بے پناہ محبت اور ہم قدمی نے میرے خوابوں کی تکمیل کو ممکن بنادیا

جن کا حوصلہ کٹھن اندھیری راہوں میں میرے لئے راہنما بنا

جن کی بدولت میرے لئے گر کر اٹھنا آسان ہوتا گیا

والدِ محترم کے نام

www.novelsclubb.com

ڈرا نہیں سکتا ہم کو اندھیرا، ہم اماوس میں چاند رکھتے ہیں

جو بھول جائیں رستے، تو انہی رستوں پر رہبر رکھتے ہیں

پیشِ لفظ

السلام علیکم ڈیئر ریڈرز۔

'خونِ جگر ہونے تک' کے بعد صفحہ قرطاس پر یہ میری دوسری تحریر ہے۔

'ہم نے جیون وار دیا'

اس کہانی کو لکھنا بہت کٹھن تھا۔ میں اسے شروع کرتے ہوئے جتنی پر جوش تھی، آہستہ آہستہ احساس ہوا کہ کہانی اور اس کے کرداروں کے ساتھ انصاف کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گی کہ جتنا وقت اس کہانی نے ابھرنے میں لیا، یہ اتنی ہی میرے دل کے نزدیک ہے۔ یہ کردار مجھے اتنے محبوب ہو چکے تھے کہ ان کی اذیتیں خود پر گزرتی محسوس ہوئیں۔ شائد میں کبھی الفاظ میں بیان نہیں کر سکوں گی جو اہمیت یہ کردار اختیار کر چکے ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہوں گی کہ یہ

میری بہترین کاوش ہے لیکن ہاں، میں نے اسے بہترین بنانے کی کوشش ضرور کی ہے۔ میری کوشش کتنی کامیاب ہوئی، یہ آپ بتائیں گے۔

جنہوں نے میری پہلی تحریر 'خونِ جگر ہونے تک' پڑھی ہے، وہ جانتے ہوں گے کہ اس کی کہانی ادھوری چھوڑ دی گئی تھی۔ کچھ رازوں کا کھلنا باقی تھا۔ یہ کلئیر کرنا ضروری ہے کہ میرا یہ ناول 'ہم نے جیون وار دیا' اس کا **دوسرا حصہ نہیں** ہے۔ کہانی مختلف ہے، کردار نئے ہیں۔ لیکن آنے والی کچھ اقساط میں آپ 'خونِ جگر ہونے تک' اور 'ہم نے جیون وار دیا' کا crossover پڑھیں گے، ان شاء اللہ۔ کچھ پرانے کردار اس نئی کہانی میں نظر آئیں گے۔ لیکن تب تک آپ زندگی کے اس نئے رخ کو کھوجنے کے سفر میں نئے کرداروں کے ساتھ نکلیں۔

یہ کہانی ہے،

زیان ارتضٰی کے کربِ مسلسل کی

زمل اعظم کی ابدی اذیتوں کی

فراق اور ملن کے گرد گھومتی ان کی داستان

******

قسط نمبر ٦

"داورِ محشر"

"اکثر جو ہمیں گراں گزرتا ہے، اسی میں ہمارے لئے خیر چھپی ہوتی ہے۔ جن رستوں سے ہم خار کھاتے ہیں، انہی میں رب نے گلستان رکھے ہوتے ہیں۔ ابدی راستہ ناگوار چیزوں سے گھرا ہے۔"

www.novelsclubb.com

اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ موبائل کی روشن اسکرین کو دیکھا۔ بصارت دھندلانے لگی۔ بے یقینی کی لہر آنکھوں میں اٹھی۔ کچھ تھا جس نے دل کی دھڑکن

کو سست کر دیا تھا۔ وہ وہیں صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ نجانے کیوں آنکھوں میں پانی ابھرنے لگا۔

وہ اپنے خواب سے ایک قدم کی دوری پر تھی۔

"میں نے کہا تھا نا آپ کر لیں گی۔" اعظم طمانیت بھری مسکراہٹ کے ساتھ بولے تھے۔ آنکھوں میں فخر کی چمک تھی۔ وہ بس سر ہلا سکی۔ احساسات یوں جامد ہو گئے تھے کہ سمجھ ہی نہیں آئی کہ کیا کرے؟

"آئی ایم سو پراؤڈ آف یو، زمل۔" مہر پرجوش تھی۔ حبہ پریشانی سے بہن کے متغیر ہوتے تاثرات دیکھ رہی تھی۔

"چلیں آج ڈنر کہیں باہر کریں گے۔" اعظم کی آفر پر وہ بھیگی آنکھوں سے مسکرا دی۔

www.novelsclubb.com

"آپی، کیا ہوا ہے؟" حبہ نے اسے کہنی سے ہلاتے ہوئے دبی دبی آواز میں پوچھا، زمل بے اختیار چونکی۔

"کچھ نہیں، میرا ٹیسٹ اچھا ہو گیا ہے۔ چلو اب ریڈی ہو جاؤ پھر باہر چلتے ہیں۔" اس نے نرمی سے کہتے ہوئے اس کے بال پیچھے کئے۔ حبہ کا چہرہ کھل اٹھا۔

"سچ میں ابو؟"

اعظم نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔ مہر اور حبہ کے جانے کے بعد وہ اٹھ کر اس کے پاس آ بیٹھے جو سر جھکائے آنکھیں رگڑ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیا بات ہے؟"

زمل نے آنکھیں میچ کر گہری سانس لی اور سر اٹھا کر پھیکا سا مسکرائی۔

"میں بس یہ سوچ رہی تھی کہ امی ہوتیں تو کتنا خوش ہوتیں۔ وہ مجھے ہمیشہ سے کسی اونچے مقام پر دیکھنا چاہتی تھیں۔ آج میں نے ایک قدم بڑھالیا ہے تو حسرت خوشی

پر حاوی ہو رہی ہے۔" اس کی آواز گیلی سی تھی۔ اعظم نے آنکھیں میچ کر گہری سانس لی۔

"وہ اب بھی خوش ہوں گی، ان شاءاللہ۔ ان کے لئے دعا کریں، اتنے اہم موقعے پر اداس نہیں ہونا۔" اس کا سر تھپکتے ہوئے انہوں نے محبت سے سمجھایا۔ وہ بھیگی آنکھوں سے انہیں دیکھتی رہی۔

"آگے بہت سی منزلیں ہیں جو آپ کی منتظر ہیں۔ ابھی ان بلندیوں تک بھی پہنچنا ہے۔"

"تھینک یو ابو، ہر چیز کے لئے۔" آہستگی سے جذبات میں پر آواز کے ساتھ بولی۔ وہ اس کی پیشانی چومتے ہوئے وہاں سے اٹھ گئے۔ زمل نے بے اختیار آنکھیں رگڑ دیں۔

"آپی، مہر کو دیکھیں۔ مجھے میری کلپس نہیں دے رہی۔" حبہ کی کمرے سے چیختی ہوئی آواز آئی۔ وہ گہری سانس لے کر اٹھ گئی۔

☆☆☆☆☆☆

کشادہ اور طویل ہال میں لمبی کانفرنس ٹیبل کے گرد ایمپلائیز بیٹھے تھے۔ جن کی مختلف قومیت تھی۔ زیادہ تر پاکستانی تھے۔ لیپ ٹاپ، میک بکس اور گرافک ٹیبلٹس روشن تھے۔ کئی کاغذات بھی بکھرے تھے۔ مرکزی دیوار پر لگا پروجیکٹر ایک فلو چارٹ منعکس کر رہا تھا۔

"تفصیلات میں آپ کو بتا چکا ہوں۔ کسٹمر کی ڈیمانڈ بھی سامنے ہے۔ ورک فلو کروس فنکشنل ہونا چاہیے۔"

سامعین کی نگاہیں ٹیبل کے اختتام پر اسکرین کے آگے کھڑے پروجیکٹ مینیجر پر جمی تھیں۔ کٹھئی آنکھوں میں سپاٹ پن اور چہرے پر سنجیدگی لئے وہ مکمل اپنے کام کی طرف متوجہ تھا۔ سفید ڈریس شرٹ کی آستین کہنیوں تک فولڈ کئے، ٹائی کی ناٹ بھی ڈھیلی تھی۔ البتہ بال جیل سے پیچھے کو جمے تھے۔

"ابراہیم، آپ بی آئی ڈی ڈاکومنٹ کو دوبارہ دیکھ کر وینڈر سے میٹریل کے بارے میں کنفرم کریں اور پھر آرڈر دے دیں۔ پرسوں تک سائٹ پر ڈیلیوری ہو جانی چاہیے۔ ساغر، آپ کو میرے آفس سے بیس لائن شیڈیول مل جائے گا، اسے جنرل کانٹریکٹر سے اپروو کروائیں اور کل تک فائل میرے ٹیبل پر ہونی چاہیے۔

زینب، سپریڈ شیٹ تیار کریں اور ہاں، سب کانٹریکٹر سے کوسٹ کے بارے میں بھی کنفرم کریں کہ اصل پرائس کیا ہے۔ اس آرڈر کے لئے آپ لوگوں کے پاس بارہ دنوں کا وقت ہے۔"

اس نے جھک کر ریموٹ اٹھایا اور پروجیکٹر کی طرف پلٹا۔ منتخب سلائیڈ اسکرین پر روک دی۔

"اسے نوٹ کریں اور یاد رکھئے گا کہ کوتاہی کی گنجائش آپ کے پاس نہیں ہے۔ یہ آپ کا پہلا پروجیکٹ ہے۔ کیریئر کی پہلی سیڑھی۔ اگر کوئی کمی بیشی ہوئی تو خود کو فائر سمجھئے گا۔" اس کے انداز میں کوئی مروت نہیں تھی۔ کئی لوگوں نے پہلو بدل

کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ایسے اسٹریٹ فارورڈ اور کھڑوس ہیڈ کے ساتھ بارہ دن گزارنے تھے۔

”ناؤ بیک ٹو ورک۔“

سب سر ہلاتے ہوئے اپنی چیزیں سمیٹنے لگے۔آپس میں ڈسکشن بھی جاری تھی۔ تبھی موبائل بجنے لگا۔فائل کے صفحے پلٹاتے ہوئے زیان نے رک کر اسکرین کو دیکھا پھر کال اٹھالی۔

“Irteza,boss is waiting for you.”انگریز نسوانی لب ولہجہ اس کی سماعتوں سے ٹکرایا۔

”کمنگ۔“مختصراً کہتے ہوئے اس نے کال کاٹی۔ایک نگاہ اپنی مصروف ٹیم پر ڈالی اور باہر نکل آیا۔ کمپنی کے تیسرے فلور کی سفید ٹائلز پر روشنیاں منعکس ہو رہی تھیں۔ کیبنز میں ایمپلائیز کام میں مگن نظر آرہے تھے۔

www.novelsclubb.com

شیخ جاسم کے آفس کے باہر بیٹھی ان کی سیکرٹری نے دوستانہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی۔اس نے ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈال کر دروازہ دھکیلا۔

پر تعیش اور کشادہ آفس روم میں اے سی کولنگ کے باعث ہلکی سی ٹھنڈ تھی۔پاور چئیر پر بیٹھے ادھیڑ عمر شخص نے سر اٹھایا۔عینک کے پیچھے سے جھلکتی آنکھوں میں نرمی تھی۔اسے دیکھ کر وہ ہلکا سا مسکرائے اور سر کو خم دیا۔

”بیٹھو،زیان۔“ بارعب شخصیت کے حامل جاسم نے اشارہ کیا۔وہ اس کمپنی کے مالک تھے۔باقی سعودی امرا کے برعکس وہ کافی محنتی اور اپنے کام پر فوکسڈ تھے۔

”ہم نے ’عبداللہ پارک‘ میں کمپنی کے اعزاز میں ایک ڈنر ارینج کیا ہے۔جس میں تم مدعو ہو۔“ پیچھے کو ٹیک لگاتے ہوئے وہ جیسے مکمل اس کی طرف متوجہ تھے۔

زیان کرسی گھسیٹتے ہوئے ان کے مقابل بیٹھا۔

”ایک عام سے پارک میں کمپنی ڈنر؟“اس نے ابرو چکائے۔

www.novelsclubb.com

"پبلسٹی اسٹنٹ۔مارکیٹ ویلیو بڑھانے کے لئے۔" جاسم نے سکون سے کندھے اچکائے۔

زیان نے بیزاری سے سب سنا۔اسے لگا تھا کہ پاکستان سے کچھ مختلف ہوگا مگر سب ویسا ہی تھا مگر پھر بنا کچھ سر جھٹک دیا۔

"میں کوشش کروں گا۔"اس کا انداز رسمی تھا۔

"میں نے ڈیوائس مینجمنٹ پر تمہارا مینیول پڑھا۔" وہ پیپر ویٹ کو انگلیوں میں گھما رہے تھے۔آنکھوں میں گہرا تاثر پنہاں تھا۔وہ اندر تک اترتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"کیا تمہیں حیرانی نہیں ہوئی کہ ایک پچیس سالہ غیر ملکی الیکٹریکل انجنئیر کو پروجیکٹ مینجر کیوں بنا دیا گیا؟"ان کا انگوٹھیوں میں مزین دوسرا ہاتھ کرسی کی ہتھ پر چل رہا تھا۔زیان نے چونک کر انہیں دیکھا مگر چہرے سے ظاہر نہیں ہونے دیا۔

"کیا حیرانی ہونی چاہیے تھی؟" اس کا انداز پر اعتماد تھا۔

جاسم ہلکا سا مسکرائے۔ مقابل بیٹھا پاکستانی مرد انہیں پچھلے کئی دنوں سے یونہی متاثر کر رہا تھا۔ آنکھوں میں سنجیدگی اور بے نیازی لئے وہ مزید پر کشش لگتا تھا۔ عجیب سی مقناطیسیت تھی جو انہیں اس کی طرف کھینچتی تھی۔ انہوں نے سر جھٹکا۔

"یہاں، سعودیہ عرب میں الیکٹریکل انجینئرنگ کا سکوپ زیادہ نہیں ہے لیکن بزنس کمپنیز اسی فیلڈ کے نوجوانوں کی تلاش میں ہیں۔ تم نے اپنے ملک کی یونیورسٹی سے ڈگری حاصل کی ہے جس کی یہاں مانگ ہے۔ سونے پر سہاگہ یہ کہ تم الیکٹریکل انجینئر ہو۔ مزید تمہارا پہلا پروجیکٹ بھی پچاسی فیصد کے پرافٹ کے ساتھ گیا ہے۔ تو میرے خیال میں ہمیں کانٹریکٹ ری نیو کر لینا چاہیے۔"

وہ خاموشی سے سینے پر بازو لپیٹے سن رہا تھا۔ ان کی بات کے اختتام پر سوالیہ ابرو چکائی۔

"میں تمہاری سیلری میں پچیس فیصد اضافہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ یہ وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا جائے گا۔ شرط صرف اتنی ہے کہ تمہاری سروسز صرف کلیدی کمپنی کے لئے ہوں۔"

"آپ مجھے خرید رہے ہیں؟" اس نے چبھتے ہوئے انداز میں پوچھا۔

ان کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ اس سے وہ کچھ ایسی ہی توقع کر سکتے تھے۔

"نہیں، فیور لے رہا ہوں۔ جو وقت آنے پر سود سمیت لوٹاؤں گا۔ تم سوچنے کے لئے وقت لے سکتے ہو۔" وہ آخر میں نرمی سے بولے۔

"لیکن اگر مجھے اس سے بہتر پوسٹ کی آفر ہوئی تو انکار کرنا کفران نعمت ہو گا۔" وہ پیچھے کو ٹیک لگائے بغور انہیں دیکھ رہا تھا۔

"ضرور۔" وہ آگے ہوئے۔ "لیکن تم اس آفر کو قبول کرنے سے پہلے مجھ سے بات کرو گے۔"

"آپ وہی پوسٹ مجھے آفر کر دیں گے۔" وہ اپنے مخصوص انداز میں مسکرایا۔
تیکھی، چیلنج دیتی مسکراہٹ۔

اڈھیڑ عمر شخص کی آنکھوں میں چمک سی ابھری۔

"ایسا ہی ہے۔"

زیان چند لمحے خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا۔ ذہن کے کسی نہاں خانے میں اعظم کے الفاظ لہرا گئے۔

"سعودیہ میں سب سے فائدہ مند ایک ہی چیز ہے۔ عربوں سے تعلقات بنا کر رکھنا۔"

www.novelsclubb.com

"میں تیار ہوں۔" وہ تین لفظ تھے۔ معمولی سے جن میں کچھ ایسا نہیں تھا جس پر تم غور کرتے۔

شیخ جاسم طمانیت سے مسکرا دیئے۔

☆☆☆☆☆☆

آفندی ہاؤس کے کنٹرول روم میں تناؤ کی کیفیت تھی۔اسکرینز روشن تھیں جن پر سی سی ٹی وی فوٹیجز مرر ہورہی تھیں۔اسکرینز پر کسی مال کے پارکنگ لاٹ کے مختلف اینگل دکھائے جارہے تھے۔کمپیوٹر کے آگے بیٹھا نائل ٹائپنگ میں مصروف تھا۔چیئر کے پیچھے کھڑا اعتزاز پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے سپاٹ انداز میں اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔

"باس،وی آر ریڈی۔"ساؤنڈ سسٹم سے صیغم آواز ابھری۔ابتہاج خاموشی سے ریوالونگ چیئر پر سیگریٹ انگلیوں میں تھامے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"بوم۔"اعتزاز استہزائیہ انداز میں مسکرایا۔

اس کے ساتھ ہی بیک وقت اسکرینز پر ہولناک دھماکہ ہوتا دکھائی دیا۔گاڑیوں کے پرخچے اڑ گئے۔شعلے بھڑکتے ہوئے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لینے

لگے۔ خون، گرد، مرتے ہوئے لوگ۔ قیامت سی بھگدڑ مچ گئی۔ اعتزاز مطمئن سی سانس خارج کرتا پیچھے ہوا۔

"Inner peace." وہ خباثت سے مسکرا رہا تھا۔ گلاسسز سے جھلکتی بے رحم آنکھوں میں ٹھنڈا سا تاثر تھا۔

"تمھیں یاد ہے ابتہاج جب ایک اینٹی پاکستان ایجنسی نے ڈیڈ کو پارٹنر شپ کی آفر دی تو وہ کیسے ہتھے سے اکھڑ گئے تھے۔" پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ تنفر سے اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔ "سفید رہنے کی خواہش نے انہیں کہیں کا نہیں چھوڑا۔ اگر جو وہ سیاہ بن جاتے تو آج شارق زندہ ہوتا، ہماری کمپنی ٹاپ فائیو میں شامل ہوتی اور سب سے بڑھ کر وہ خود زندہ ہوتے۔ اسی لئے مجھے سیاہ کار پسند ہیں، وہ ہر وہ شے حاصل کر لیتے ہیں جو ان کا جنون بن جائے۔"

ابتہاج نے افسوس سے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"صیغم سے کہو کہ کام ہو گیا ہے۔ٹرانزیکشنز کا پتہ کروائے اور اگلے لڑکے کی تیاری شروع کرے۔"

نائل سر کو خم دیتا کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑا ہوا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔اس کے جانے کے بعد اعتزاز نے ابتہاج کو دیکھا جو کسی گہری سوچ میں گم تھے۔

"کیا سوچ رہے ہو؟"

"میں سوچتا تھا کہ یہ سیاہی تمہارے اندر طلال کی موت کے بعد آئی ہے۔"انہوں نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔"مگر نہیں، تم شروع سے ہی سیاہ تھے۔"

اعتزاز ہنس دیا۔گردن پیچھے کو پھینک کر، محظوظ انداز میں۔

"بالکل صحیح۔اجلے ہوؤں کو دنیا جینے نہیں دیتی اور سرمئی ہونا مجھے پسند نہیں۔یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ مجھے انتہا پر رہنا پسند ہے۔میری سیاہی کے آگے بند میرا باپ

باندھتا تھا۔اب جب اسے ختم کر دیا گیا تو میری سیاہی کو کسی کو تو برباد کرنا ہی تھا۔ آغاز ان سے کیوں نہ کیا جائے جو میرے مجرم ہیں۔"

ابتہاج نے اسے دیکھتے ہوئے گہرا کش اندر کو کھینچ کر خارج کیا۔دھواں بکھر گیا۔

"تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ جن کو تم برباد کر رہے ہو،وہ خاموش رہیں گے؟ کیا پتہ وہ گھات لگائے بیٹھے ہوں؟"

"اس طرح تو گیم اور بھی دلچسپ ہو جائے گی۔"اس نے کندھے اچکا کر بے نیازی سے کہا۔بدعائیں، کسی کی آہیں،اپنا ضمیر،اسے کسی چیز سے فرق نہیں پڑتا تھا۔جو اس کا سکون تھا،وہ اسے حاصل کرنا تھا۔

دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے اس نے پینٹ کی جیب سے کی چین نکالا۔جس کی چین کے ساتھ فولڈر میں ایک تصویر لگی ہوئی تھی۔پر کشش نقوش لئے مسکراتی ہوئی تصویر۔اس کی بے رحم آنکھوں میں نفرت سلگ اٹھی۔سر جھٹکتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

www.novelsclubb.com

ابتہاج نے سیگریٹ لبوں میں دبائے اسے جاتے دیکھا۔پیشانی پر پر سوچ لکیروں کا جال بکھرا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

عبداللہ پارک میں شام اترتے ہی رش بڑھنے لگا۔قطار میں لگے سفید بلب ماحول کو روشن کر رہے تھے۔اونچی نیچی ڈھلانوں پر گھاس اگی ہوئی تھی۔ جھولوں پر بچے رائیڈز لینے میں مصروف تھے۔ارد گرد کچھ حصہ ویسے ہی ریتیلا تھا جہاں پر لڑکے ریسنگ کر رہے تھے۔ہر طرف شوروغل مچا تھا۔

درختوں کی باڑ سے گھرے اس قطعے میں بنچز لگے تھے۔یہ نسبتاً سنسان ایریا تھا جہاں حبہ کے بولنے کی آواز گونج رہی تھی۔اس کی پرزور فرمائش پر وہ ریسٹورنٹ سے کھانا کھا کر یہاں آگئے تھے۔

''بس کردو۔کانوں سے دھواں نکلنے لگا ہے۔''آئس کریم کی کون تھامے مہر نے زچ ہو کر کہا۔

"آپ کان بند کر لیں۔" وہ بھی پٹ سے بولی۔

"تمہاری آواز پھر بھی پہنچ جائے گی۔"

"یہاں تو اپنے جوہر مت دکھاؤ۔" زمل نے دونوں کو گھر کا۔ حبہ نے فاتحانہ انداز میں مہر کو دیکھا جو بڑبڑا کر رہ گئی۔

"یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟" اعظم بے اختیار سامنے دیکھتے ہوئے چونکے۔

زمل نے ان کے نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا۔ وہی پرفیوم ذہن پر چھانے لگا۔ دل کی حالت عجیب سی ہوئی۔ اس نے بے اختیار سر جھٹکا۔

"آپ لوگ انجوائے کریں، میں آتا ہوں۔" وہ کہتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ زمل نے انہیں پرسوچ انداز میں جاتے دیکھا۔

"یہ کون ہے؟" مہر حیرت سے بڑبڑائی۔ دور سے اس کے نقوش واضح نہیں تھے لیکن اعظم کو دیکھ کر وہ بے اختیار اٹھا تھا۔

"زیان۔" زمل کے لبوں سے اچانک پھسلا۔ وہ بے اختیار چپ ہوئی۔

"وہ ابو کا بیٹا؟" مہر نے صدمے سے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"اس میں اتنی حیرانی کی کیا بات ہے؟" زمل گہری سانس لے کر اسے دیکھا۔ تصور میں پھیلے پرفیوم نے آئس کریم کا ذائقہ کڑوا کر دیا تھا۔

"مجھے تو لگا کہ کوئی صیغم جیسا ہو گا لیکن..." مہر نے پھر اس سمت میں دیکھا جہاں وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اعظم کی بات سن رہا تھا۔ "یہ تو جینٹل مین لگ رہا ہے۔"

زمل بے مقصد انگوٹھے کے ناخن کو عبایے کے ساتھ رگڑ رہی تھی۔ مہر کو کچھ یاد آیا، وہ اس کی طرف گھومی۔

"تم ملی تھیں نا اس سے؟ صیغم جیسا ہے؟" وہ ناک سکوڑے، نخوت سے پوچھ رہی تھی۔ انداز متجسسانہ تھا کہ اس لڑکے میں ایسا کیا تھا کہ اس کے باپ نے سیدھا بیٹا ہی بنالیا تھا، ہونہہ۔

"استغفراللہ۔" زمل نے بے اختیار سر اٹھا کر اسے گھورا۔ "اچھے خاصے انسان کو کس مخلوق سے ملا رہی ہو؟"

"اچھا خاصا انسان؟" مہر آنکھیں چھوٹی کئے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ابھی تم ہی تو جینٹل مین کہہ رہی تھیں۔" وہ ٹھیک ٹھاک تپ اٹھی۔ حد ہو گئی ہے۔

"ظاہری چمک دمک دھوکا دیتی ہے۔" اس نے سنجیدگی سے فلسفہ جھاڑا۔

"کیا غلطی کر دی ہے اس نے کہ ہاتھ دھو کر پیچھے ہی پڑ گئی ہو؟" زمل اب کہ زچ ہو کر بولی۔

www.novelsclubb.com

مہر نے لب دانتوں سے دبا کر سر تا پیر اسے دیکھا۔

"تم نے بتایا نہیں؟" وہ مشکوک انداز میں اسے گھور رہی تھی۔

"معاف کر دو۔" بڑبڑاتے ہوئے وہ حبہ کی طرف متوجہ ہوئی جو وہ ریسنگ کارز کی طرف اشارہ کرتی کچھ پوچھ رہی تھی۔

مہر اپنے سوال کا جواب نہ پا کر خفگی سے رخ موڑ گئی۔

"آپ فیملی کے ساتھ بزی تھے، میں نے ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں سمجھا۔" وہ جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے نرمی سے ان کے شکوے کا جواب دے رہا تھا۔ اعظم نے خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا۔

"زیادہ تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔ تم بھی فیملی ہو۔" انہوں نے جیسے لتاڑا تھا۔

وہ دھیرے سے مسکرایا۔

"چلیں نہیں کرتا۔"

www.novelsclubb.com

"تم اپنے کولیگز کے ساتھ نظر نہیں آ رہے۔" انہوں نے ارد گرد دیکھتے ہوئے کہا جہاں سب ٹولیوں کی صورت میں کھڑے تھے۔

"ایڈجسٹ ہونے میں وقت لگے گا۔" اس نے جو گر سے گھاس مسلتے ہوئے کندھے اچکائے۔

"ابو۔ میں ریسنگ کار زمیں بیٹھ جاؤں؟" حبہ بھاگتے ہوئے ان کے قریب آئی۔ سانس پھولا ہوا تھا۔ اعظم بے اختیار مڑے۔ زیان نے نگاہ جھکا کر اس ننھی سی لڑکی کو دیکھا۔ بالوں کو بینڈ میں جکڑے وہ معصوم لگ رہی تھی۔ گال سرخ ہو رہے تھے۔

"شیور۔ انجوائے کریں۔" اعظم نے مسکراتے ہوئے اجازت دی۔

"زمل آپی نہیں مان رہیں۔" اس نے اشارہ کرتے ہوئے اطلاع پہنچائی۔ زیان نے بے اختیار ادھر دیکھا۔ بنچ پر بیٹھی وہ سیاہ عبایے والی لڑکی اپنی بہن سے کچھ کہہ رہی

www.novelsclubb.com

تھی۔ کوئی سنہری سی چمک آنکھوں میں لہرائی تھی۔اس نے بے اختیار سر جھٹکا۔ کچھ اور بھی یاد آیا تھا... گھوہ کا کڑوا ذائقہ...اف...اس نے نگاہیں موڑ لیں۔

"کیوں؟" اعظم نے حیرت سے پوچھا۔

"وہ کہہ رہی ہیں کہ وہاں رش ہے۔رش تو ختم ہی نہیں ہوگا ابو۔" وہ روہانسی ہو گئی۔

"آپ نے بھائی کو سلام نہیں کیا؟" انہیں یکدم یاد آیا۔

حبہ نے چونک کر اسے دیکھا۔ کوئی خیال ذہن میں ابھرا، آنکھوں میں چمک اتری۔ زیان نرمی سے مسکرایا۔

"یہ بھائی ہیں؟" حبہ نے باپ کے قریب ہو کر سرگوشی میں پوچھا جو زیان کو بخوبی سنائی دے گیا۔اس نے مسکرا کر نگاہیں موڑ لیں۔

www.novelsclubb.com

”پھر میں ان کے ساتھ وہاں چلی جاؤں؟“اس نے پرجوش انداز میں پوچھا۔اعظم نے متامل انداز میں اسے منع کرنا چاہا۔

”میں لے جاتا ہوں، بابا۔“ان کے کہنے سے قبل وہ رسان سے بولا۔

”رہنے دو، تم اپنی پارٹی انجوائے کرو۔یہ تنگ کرے گی۔“

”ابھی کوئی صاحب کہہ رہے تھے کہ تکلف مت کیا کرو۔“وہ انہیں یاد دلاتا اٹھ کھڑا ہوا۔اعظم بے ساختہ مسکرا دیئے۔

”چلیں؟“زیان کے پوچھنے پر حبہ نے باپ کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

”میں جاؤں ابو؟“

انہوں نے مسکرا کر اجازت دے دی۔وہ اس کا ہاتھ تھامے اکسائیٹڈ سی یارڈ کی طرف بڑھنے لگی۔وہاں واقعی کافی رش تھا۔

"آپ کو پتہ ہے جب میں چھوٹی تھی تب میں نے یہ کار ڈرائیو کی تھی مگر زمل آپی کی وجہ سے گر گئی۔" وہ رازدارانہ انداز میں بتا رہی تھی۔ زیان ہلکا سا مسکرا دیا۔ وہ بہت پر جوش لگ رہی تھی۔

آئس کریم کا کپ ڈسٹ بن میں اچھالتے ہوئے زمل نے متلاشی نگاہوں سے ارد گرد دیکھا۔

"یا ربّی۔" لبوں سے بے اختیار نکلا۔ مہر نے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا۔

سفید بلب والے پولز سے گھرا وہ ریتیلا سا حصہ تھا جس کی بکھری ریت پر کارز میں بیٹھے لڑکے ریسنگ میں مشغول تھے۔ یارڈ کے کنارے پر کار کھڑی تھی۔ حبہ اکسائیٹڈ سی سٹیرنگ تھامے بیٹھی تھی۔ زیان پنجوں کے بل بیٹھا اس کی سیٹ بیلٹ باندھ رہا تھا۔ ارد گرد کارز تیزی سے گزر رہی تھیں۔

"یہ تو واقعی بھائی بن گیا ہے۔" مہر نے مسکراہٹ دبائے کہا۔ کلفت زائل ہو گئی۔ وہ دلچسپی سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

زمل ابرو بھینچے دیکھ رہی تھی۔آنکھوں میں تشویش تھی۔وہ دانستہ پرکشش آنکھوں والے لڑکے کو نظرانداز کرتے ہوئے اپنی بہن کو دیکھ رہی تھی جو بے حد پرجوش لگ رہی تھی۔

”فکر نہ کرو،اس کا بھائی نہیں گرائے گا۔“مہر کا انداز دل جلانے والا تھا۔

”تم چپ کرو گی؟“اس نے خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا۔وہ ہنس پڑی۔

زیان سپیڈ سیٹ کر کے پیچھے ہو گیا۔اس کے ساتھ ہی کار مناسب رفتار کے ساتھ ٹریک پر بھاگنے لگی۔حبہ اسی بات پر خوش ہو گئی تھی کہ اس کے بال پیچھے کو اڑ رہے تھے۔

”زیان بھائی میں پرنسس لگ رہی ہوں نا؟“اس نے کندھے تک آتے بالوں کو جھٹکا دے کر تائید حاصل کرنی چاہی۔وہ چند قدم کے فاصلے پر جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اس کی بات وہ بے اختیار ہنس دیا۔

www.novelsclubb.com

زمل کے تنے کندھے ڈھیلے پڑ گئے۔ کوئی عجیب سا احساس لہر بن کر دل کو چھو گیا۔ یہ ہنس بھی سکتا ہے؟ وہ گہری سانس لے کر بیٹھی۔ نگاہیں وہیں جمی تھیں۔

"کہا تھا نا جینٹل مین ہے۔ ورنہ لوگ تو بچی کو اتنی سپیڈ پر کار سیٹ کر کے دیتے ہیں کہ وہ بے چاری گر جاتی ہے۔" مہر شرارت سے کہہ رہی تھی۔ زمل کلس کر رہ گئی۔

آسمان پر جگمگاتے تارے ایک نئی کہانی کے شروع ہونے کے منتظر نظر آرہے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

فرانزک لیب کی سفید ٹائلز خاموشی سے ہر گزرتے راہ گیر کو دیکھ رہی تھیں۔ صبح کے وقت خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ تبھی چاپ ابھری اور پھر سیاہ بوٹ سفید فرش کو روندتے آگے بڑھنے لگے۔ متلاشی نگاہوں سے ارد گرد دیکھتے ہوئے وہ قدم اٹھا

رہا تھا۔ چہرے پر سنجیدگی تھی۔ ایک موڑ کاٹتے ہوئے وہ رکا پھر بھاری دروازے پر دستک دیتے ہوئے دھکیلا۔

بھاری مشینیں اور ٹولز سے مزین کمرے میں ٹیم کام کرتی دکھائی دے رہی تھی۔ بلڈ سیمپل کو ٹیوب میں ڈالتے باسل نے بے اختیار نگاہ اٹھائی پھر دروازے میں ایستادہ عارب کو دیکھ کر سر کو خم دیا۔ وہ سیاہ یونیفارم میں سب کو نظرانداز کرتا اس کے قریب آیا۔

"ایس پی صاحب آپ دس منٹ پہلے آگئے ہیں۔" وہ ویسے ہی نگاہیں جھکائے خون کے قطروں کو ٹیوب میں ڈال رہا تھا۔ عارب سٹول کھینچ کر اس کے پاس بیٹھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ مجھے کافی جلدی ہے۔" کہنیاں ٹیبل پر ٹکائے اس نے بے نیازی سے کہا۔ باسل نے سر کو خم دیا اور پگمنٹ ڈالتے ہوئے انگوٹھا دہانے پر رکھ کر ٹیسٹ ٹیوب کو ہلایا۔

"رپورٹ کب تک ملے گی؟ مجھے انسپکشن کے لئے بھی جانا ہے۔" عارب نے کام میں مصروف باسل کو دیکھ کر پوچھا۔

"عارض لا رہا ہے۔ڈی این اے رپورٹ تو تیار ہے لیکن بلڈ رپورٹ کے لئے وقت لگے گا۔شام تک تمہارے ایڈریس تک پہنچ جائے گی۔" باسل گلوز اتارتے ہوئے بتا رہا تھا۔

"فی الحال وہی کافی ہے۔ڈی این اے میچ کر جائے تو بھی آدھا کام ہو جائے گا۔"

چند لمحوں بعد فائل مل گئی تو وہ صفحے الٹاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا، باسل نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"گڈ لک فار دی کیس۔"

عارب نے مسکرا کر سر کو خم دیا اور جانے کے لئے مڑ گیا۔باسل کی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا

☆☆☆☆☆☆

بیلوں سے ڈھکے بنگلے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔لان پر اترتی شام مسحور کن لگ رہی تھی۔سائرہ ٹرے تھامے باہر آئیں تو مائعزم اور انابیہ خاموش ہو گئیں۔

”ممانی جان ہم تو روز آتے ہیں، آپ روز یہ تکلف کیوں کرتی ہیں؟“ انابیہ نے جوس کا گلاس اٹھاتے ہوئے خفگی سے کہا۔سائرہ ہلکا مسکراتے ہوئے مقابل کرسی پر بیٹھیں۔

”آنٹی میں آپ کا انتظار کرتی رہی، مگر آپ کیفے نہیں آئیں۔“ مائعزم نے جیسے شکوہ کیا تھا۔

”پتہ نہیں کیسے ذہن سے نکل جاتا ہے بیٹا۔میں ایک دو دنوں میں ضرور آؤں گی۔ تم بتاؤ کام کیسا چل رہا ہے؟“ وہ محبت سے پوچھ رہی تھیں۔

”فرسٹ کلاس۔“ اسکارف لپیٹے وہ مطمئن لگ رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آپ کو پتہ ہے ممانی جان، میں مائعزم سے کہہ رہی تھی کہ کام تو اسٹیبلش ہو چکا ہے، اب اپنے بارے میں کچھ سوچے۔" اس نے مسکراہٹ دبائے سائرہ کو بتایا جبکہ مائعزم کے لئے جوس کا گھونٹ حلق سے اتارنا مشکل ہو گیا ہے۔ اڑی رنگت سے ساتھ اپنی دوست کو دیکھا جس نے ایک دفعہ بھی اس یہ بات نہیں کی تھی۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔" سائرہ نے خوشگوار حیرت کے ساتھ اسے دیکھا۔ "بتاؤ مائعزم، کوئی پسند ہے؟"

انابیہ نے بے اختیار امڈتی مسکراہٹ روکی۔

"آنٹی ایسا کچھ نہیں ہے۔ آپ اس کی بات کیوں سن رہی ہیں؟" اس کا چہرہ گلابی پڑنے لگا۔

"کم آن مائعزم۔ اتنا تکلف کیوں دکھا رہی ہو؟" انابیہ نے مٹھی ٹھوڑی تلے رکھتے ہوئے معصومیت سے کہا۔

www.novelsclubb.com

"انابیہ عثمان، آپ خاموش رہنا پسند کریں گی؟" مائعزم نے دانت پیسے۔

"اسے چھوڑو مائعزم۔ مجھے بتاؤ، آخر تم نے کہا تھا کہ ماں جیسی لگتی ہوں تو مجھ سے شئیر نہیں کرو گی؟" سائرہ نے جیسے اسے ایموشنل بلیک میل کرنا چاہا۔

"آنٹی اگر ایسا کچھ ہوتا تو میں آپ کو ضرور بتاتی لیکن میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔"

"جھوٹ بولنا ناپسندیدہ ترین عمل ہے۔" انابیہ بڑبڑائی۔ مائعزم نے ان سنی کر دیا۔

"یہ کیا بات ہوئی؟" سائرہ خفا ہوئیں۔

"ایسا ہی ہے آنٹی۔ جہاں اتنی زندگی گزار لی وہاں باقی بھی گزار لوں گی۔ لیکن یہ سب میری ترجیحات میں کہیں نہیں ہے۔" وہ مدھم سا بولی۔ کچھ تھا اس پل جو اس کی آنکھوں میں زخمی ہوا تھا۔ انابیہ کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ اسے توقع نہیں تھی کہ وہ سیرئیس ہو جائے گی۔

"کسی بات پر پریشان ہو؟" سائرہ نے نرمی سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

مائعزم کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکنے لگا۔اس نے نگاہیں جھکا لیں۔وہ چند الفاظ اسے اذیت کی کھائی میں دھکیل گئے۔کوئی بہت شدت سے یاد آیا تھا۔اس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔آنسو اندر اتار لئے اور زبردستی مسکرائی۔

"بس ویسے ہی میں اپنی فیملی کو مس کر رہی تھی۔"

سائرہ نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"اداس مت ہو بیٹا۔ہم سب ہیں نا تمہارے ساتھ۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

انہوں نے محبت سے کہتے ہوئے اس کے ہاتھ تھپکے۔وہ پھیکا سا مسکرا دی۔

"آپ کو کچھ بتانا تھا۔"انابیہ نے گہری سانس لی۔سائرہ نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"زیان سعودیہ میں ہے۔"

پل کے لئے سائرہ کچھ کہہ نہ سکیں۔آنکھوں میں بے یقینی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"کیوں؟"

"جاب کے سلسلے میں۔" انابیہ نے بے اختیار نگاہیں چرائیں۔

سائرہ نے لب بھینچ کر سر جھٹک دیا۔ آنکھوں میں زخمی پن تھا۔

"اسے کال کر لیں، آنٹی۔" مائعزم نے ہمیشہ کی طرح آہستگی سے کہا۔ انہوں نے بے اختیار آنکھیں میچ لیں۔ حلق میں اٹکتا آنسوؤں کا گولہ بمشکل نگلا۔

"عارب نہیں آیا؟" بدقت لہجے کی لرزش پر قابو پایا۔

انابیہ اور مائعزم نے بے اختیار ایک دوسرے کو دیکھا۔ وہ زبان سے کیا شکوہ کرتے جب اس کی ماں خود ایسا نہیں چاہتی تھی۔ دل تاسف میں گھر گیا۔

مائعزم کار ان لاک کر رہی تھی جب انابیہ کی عقب سے آواز ابھری۔

"آئی ایم سوری۔" وہ ملال زدہ تھی۔ مائعزم کھلا دروازہ بند کرتی اس کی طرف پلٹی۔ آنکھیں چندھیا کر اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

”امید ہے کہ دوبارہ یہ نہیں ہوگا۔“اس کا لہجہ نارمل تھا۔وہ بغض پالنے والوں میں سے نہیں تھی۔

”مجھے لگا تھا کہ تم...“

”ہم وہی دیکھتے ہیں جو ہم دیکھنا چاہتے ہیں انابیہ۔اپنی مرضی کی کہانی کا من پسند رخ لیکن حقیقت کئی گنا زیادہ گہری ہوتی ہے۔“ہموار آواز میں کہتے ہوئے اس کی بات کاٹی۔انابیہ خاموشی سے سر کو خم دیا۔

”چلو،اب وہ دونوں آ گئے ہوں گے،دیر ہو جائے گی۔“وہ کار کا دروازہ کھولتی اندر بیٹھ گئی۔انابیہ نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

اس نے تردید نہیں کی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

رات دھیرے دھیرے دم توڑ رہی تھی۔ کمرے میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ زرد روشنیاں ایک دوسرے نگاہیں چرائے سناٹے کا احترام کرتے ہوئے دمک رہی تھیں۔

اس نے بے چینی سے کروٹ بدلتے ہوئے کمبل سینے تک کھینچ لیا۔ ساری رات کی بے خوابی کے بعد سر میں وہی درد اٹھنے لگا تھا۔ عجیب کڑواہٹ تھی جو وجود میں بھرتی جا رہی تھی۔

"تمہیں کھونا سب سے بدترین ہے۔"

دبیز سے اندھیرے میں دور کہیں مبہم آواز گونجی تھی۔ نرم...پر سکون...پریقین...کوئی تکلیف سی تھی جو دل کو جکڑنے لگی۔ ساری اذیتیں نئے سرے سے اُمڈ رہی تھیں۔

"مگر مجھے زین پیارا لگتا ہے۔"

تھک کر اس نے آنکھیں کھولیں۔لب کو بے دردی سے کچلتے ہوئے زرد روشن سیلنگ لائٹس کو دیکھا۔ایک عرصہ ہوا پر سکون نیند اس سے روٹھ چکی تھی۔اس نامعلوم اٹھتی بے چینی کا تریاق ناممکن سا لگتا تھا۔

چند لمحے وہ ویسے ہی سر تکیے پر گرائے وہ روشنیاں کو دیکھتا رہا۔تبھی دور فجر کی اذانیں بلند ہونے لگیں۔لمحے کے لئے سانس تھم گیا۔اسے احساس بھی نہ ہوا، کتھئی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

سیاہ سا کوئی ہیولہ دروازے کے نیچے سے کمرے میں رینگ آیا۔فضا اعصاب پر بھاری پڑنے لگی۔

گاڑے خون میں لتھڑے ہاتھ...دم توڑتے وجود کی اکھڑتی سانسیں...اذان کو ان سنی کئے آگے بڑھ جانے والا مایوس عبد... کیا ان گناہوں کے بعد وہ اس قابل تھا کہ رب کے سامنے کھڑا ہو سکے؟

www.novelsclubb.com

عجیب گھناؤنی سی سیاہی کمرے میں پھیل رہی تھی جو قلب کو اندھیروں کی طرف دھکیلنے لگی۔

اس نے ہمیشہ اپنے باپ کو مایوس کیا۔

وہ سیاہی اتنی دبیز تھی کہ ہر روشنی کو اپنے اندر کھینچنے لگی۔ زندہ دلی کا احساس دم توڑ رہا تھا۔

جس عورت نے اسے حاصل کرنے کے لئے ہر بازی لگادی، وہ اسے چھوڑ آیا تھا۔

اس نے اپنی ماں کو تنہا کر دیا تھا۔

اس کا وجود اس اندھیرے میں یوں ڈوبنے لگا کہ سب سیاہ ہوتا محسوس ہوا۔ گھپ اندھیر، سمندر کی دبیز لہروں میں موجزن، عمیق گہرائیوں میں مدفون۔

اپنی تکلیف میں وہ ناچاہتے ہوئے بھی دوسروں کو ہرٹ کر جاتا تھا۔

وہ خطائیں اس سے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا حق چھین چکی تھیں۔

اس نے خود کو بچانے کے لئے اس فیملی کی زندگی اندھیر کردی تھی۔

کیا ان سیاہ کاریوں کے بعد وہ رب کے حضور پیش ہو سکے گا؟

تھک کر آنکھیں بند کرتے ہوئے کمبل سر تک تان لیا۔دل پر پڑا بوجھ ثقیل ہونے لگا۔وجود کو گھیرے اندھیرے دبیز ہونے لگے یوں کہ دل ڈوبتا جارہا تھا۔

تنہائی...گلٹ...بے بسی...وہ اندر ہی اندر ختم ہو رہا تھا۔

ایک بے نام سا آنسو آنکھ سے ٹوٹ کر کنپٹی پر بہہ گیا۔ہر رشتہ کھو دیا تھا، مگر رب سے دور ہونے کا گلٹ زیادہ جان لیوا تھا۔سیاہی قلب کو اندھیر کرنے لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ بہت دور آ چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

بریدہ پر فجر کے بعد آہستہ آہستہ صبح چڑھ رہی تھی۔نارنجی کنارے آسمان کو اجالے کی طرف لے جا رہے تھے۔لان کے اسٹیپس پر بیٹھی زمل کی نگاہیں اندھیرے

آسمان پر جمی تھیں۔ فجر الکاذب کا یہ وقت اس کا پسندیدہ ترین لمحہ ہوتا تھا۔ وہ فجر کے بعد یہیں بیٹھ جاتی تھی۔ گہری سانس لے کر اس نے نگاہیں جھکائیں۔ شیشے کی پیالی سے بھاپ اٹھ رہی تھی۔ بھورے مائع کو دیکھتی وہ کچھ سوچ کر مسکرا دی۔ سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔

چند سال پہلے کہا گیا تھا کہ وہ کچھ نہیں کر سکتی اور آج، وہ اپنے خواب کی تکمیل کے بہت قریب تھی۔ وہ دل سے مسکرا دی۔ اکثر لمحے بہت خاموشی سے اذیتوں کا مداوا کر جاتے ہیں۔ وہ مسحور کن ہو کر گردن اٹھائے جامنی آسمان کو دیکھ رہی تھی جب آسمان رنگ بدلنے لگا۔ گردش ایام تبدیل ہوئے اور وقت دو سال پہلے رک گیا۔

وہی کالج کی در و دیوار تھیں لیکن اسے یہاں آئے فقط تین ماہ ہوئے تھے۔ آس پاس گراؤنڈ میں شور تھا لیکن اس کے اندر چھایا سناٹا سب سن کر رہا تھا۔ بالوں کو پونی میں باندھے اس کا زرد چہرہ خاموش تھا۔ وہ بس خشک نگاہوں سے ہاتھ میں تھامے کارڈ

www.novelsclubb.com

کو دیکھ رہی تھی۔پری بورڈز کا رزلٹ۔وہی ہوا تھا جو ہمیشہ ہوتا آیا تھا۔جان توڑ محنت کے بعد عام سے نمبرز۔

"ٹیچر نے تمہاری کافی تعریف کی تھی، مجھے لگا تھا کہ تم برائٹ اسٹوڈنٹ ہو گی مگر..." پیچھے کھڑی آمنہ نے تاسف سے بات ادھوری چھوڑ دی۔یہ نئی اسٹوڈنٹ آسان شکار لگ رہی تھی۔خاموش اور ڈری سہمی سی۔وہ استہزائیہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔زمل نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔ایک شفاف سا آنسو آنکھوں سے ٹوٹ کر چہرے پر بہہ گیا۔کیا وہ کبھی کچھ کر پائے گی؟

"محنت ضائع نہیں ہوتی، سنبھال لی جاتی ہے۔"وہ آہستگی سے بڑبڑائی۔چہرہ رگڑ دیا۔وہ ایگزامز کے لئے مزید محنت کرے گی۔

وہ ہمیشہ کی طرح ایک نئے عزم کے ساتھ گھر آئی تھی۔لاؤنج کا دروازہ دھکیلتے ہی قدم برف ہوئے۔

"مجھے نہیں رہنا یہاں۔" حبہ نے گلاس اٹھا کر دیوار پر مارا تھا۔ شیشے کے ٹکڑے بکھر گئے۔ مہر سر ہاتھوں میں گرائے بے آواز آنسوؤں کے ساتھ رو رہی تھی۔ اسے دیکھ کر حبہ بھاگتی ہوئی اس کے قریب آئی۔

"آپی، پلیز مجھے گھر جانا ہے۔ مجھے امی کے پاس جانا ہے۔" اس کا عبایہ جکڑے وہ بلک بلک کر رو رہی تھی۔ زمل نے آنکھیں میچ کر کھولیں۔ کئی آنسو اندر اتار لئے۔ نقاب کھینچ کر اتارتے ہوئے گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھی۔

"کیا ہوا ہے؟" اس کے آنسو پوروں پر چنتے ہوئے اس نے لرزتی آواز پر قابو پانا چاہا۔

"مجھے امی کے پاس جانا ہے۔ مجھے یہاں ڈر لگتا ہے۔" وہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔ زمل نے اس کے گرد بازو پلیٹ کر خود سے لگایا۔ بنا کچھ کہے اس کے بال تھپکتی رہی۔ وہ ویسے ہی روئے جا رہی تھی۔

"مہر۔" بدقت نارمل لہجے میں پکارا۔

www.novelsclubb.com

"مجھ سے نہیں ہو رہا، زمل۔ میں کیسے رہوں گی؟" وہ دبی سسکیوں کے درمیان بولی۔

"میرے پاس آؤ۔"

مہر اٹھ کر اس کے پاس فرش پر آ بیٹھی۔ زمل نے یاسیت سے اس کا گیلا چہرہ دیکھا۔

"وہ ایسے کیسے جاسکتی ہیں؟ انہیں ہمارا ذرا خیال نہیں آیا؟" وہ بے ربط انداز میں روتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔ زمل نے بنا جواب دیئے ایک بازو اس کے گرد لپیٹتے ہوئے اسے خود سے لگا لیا۔

"شش، کوئی غلط بات نہیں کہنی۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں ہوں نا۔" اندر ہوتی توڑ پھوڑ کو نظر انداز کرتی وہ مضبوطی سے بولی۔ دبی دبی سسکیاں ویسے ہی گونج رہی تھی۔ وہ کتنی ہی دیر ان کے ساتھ وہاں بیٹھی رہی، یہاں تک حبہ سر اس کے کندھے سے ٹکائے وہیں سو گئی۔ مہر نے آہستگی سے علیحدہ ہو کر آنکھیں رگڑیں۔

"آئی ایم سوری۔" اس کی آواز رندھی ہوئی تھی۔ زمل نے چونک کر اسے دیکھا۔

"مجھے تمہارا ساتھ دینا چاہیے تھا لیکن..."

"گھٹ گھٹ رونے سے اچھا ہے کہ مل کر دل ہلکا کر لیا جائے۔ بہنوں کا رشتہ اسی لئے ہوتا ہے، مہر۔ تمہیں کچھ چھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں ہی ایک دوسرے کو سنبھالنا ہے۔" اس نے نرمی سے سمجھایا۔ مہر نے اثبات میں سر ہلایا۔

حبہ کو بیڈ پر لٹا کر کمبل اوڑھاتے ہوئے اس نے پل کے لئے رک کر اس کا چہرہ دیکھا۔ بھیگی پلکیں اور گالوں پر خشک آنسوؤں کے نشان۔ زمل کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ اس نے جھک کر اس کی پیشانی چومی۔

ان کی ماں کے انتقال کو چھ مہینے بیت چکے تھے لیکن مہر اور حبہ ابھی تک نہیں سنبھلی تھیں۔ سنبھل تو وہ بھی نہ سکی تھی لیکن اس کے علاوہ کوئی آپشن نہیں تھا۔ وہ اپنے باپ کو اپنے حوالے سے پریشان نہیں کر چاہتی تھی۔ وہی اپنی بہنوں کے لئے ماں کے بعد جگہ رکھتی تھی۔ وہ ان کی گارجین تھی، اسے انہیں سنبھالنا تھا۔

www.novelsclubb.com

سورج کی بلند ہوتی کرنوں نے اسے حال میں کھینچ لیا۔ وہ اپنے خیالوں سے باہر نکلی اور بے اختیار ارد گرد دیکھا۔ بھورا مائع ٹھنڈا ہو چکا تھا اور وقت دو سال آگے بڑھ چکا تھا۔ ان کی زندگیاں رواں تھیں۔

لیکن... زمل نے کرب سے آنکھیں بند کیں۔

مہر اور حبہ نے صرف اپنی ماں کے انتقال کا صدمہ اٹھایا تھا، جو زمل اعظم نے دیکھا تھا، جو سہا تھا، اس کی بھنک اس نے کسی کو نہیں لگنے دی تھی۔ اس نے وہ بوجھ تنہا اٹھایا تھا۔

یہی اس کی سب سے بڑی غلطی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

خوبصورت سی صبح دھیرے دھیرے روشن ہو رہی تھی۔ معمول کی افراتفری پورے گھر میں پھیلی ہوئی تھی۔ کچن سے مسلسل بحث کرنے کی آوازیں آ رہی

www.novelsclubb.com

تھیں۔ مصروف سی زمل، یونیفارم میں ملبوس حبہ کے سوالات کے تحمل سے جواب دیتی جارہی تھی۔

ان کی بحث کو نظرانداز کرکے مہر کچن سے نکل آئی۔ صبح صبح اتنا فالتو دماغ خرچ کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ وہ شیشے کی پیالی احتیاط سے ٹرے میں رکھتی کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

ڈریسنگ مرر کے آگے کھڑے اعظم اسے دیکھ کر مسکرائے۔ وہ آگے آئی اور جھک کر ٹرے سینٹرل ٹیبل پر رکھی۔

"آپ آج واک کے لئے لیٹ ہو گئے؟" اس نے ذرا حیرت سے پوچھا۔

"آفس کے کچھ کام میں مصروف تھا، آپ نے کوئی بات کرنی ہے؟" صوفے پر بیٹھتے ہوئے انہوں نے بغور اس کے تاثرات دیکھے۔

مہر لمحے کے لئے گڑبڑا گئی۔اعظم بے اختیار مسکرائے۔اس نے لب کاٹتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"میں کافی دن سے سوچ رہی تھی مگر مناسب وقت نہیں مل رہا تھا۔آپ کی بیٹی ہر وقت سر پر رہتی ہے۔" وہ آخر میں جل کر بولی۔

"اونہوں۔" گھونٹ بھرتے ہوئے اعظم نے بے اختیار اسے ٹوکا۔ "بڑی بہن ہے۔"

"چھوڑیں، ابا حضور۔اسے میرے نادر خیالات کا علم ہے۔" فخر سے شانے اچکائے۔

www.novelsclubb.com

اعظم نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا جواب احتیاط سے چوکھٹ میں کھڑی ادھر ادھر جھانک رہی تھی پھر پلٹ کر ان تک آئی۔

"ایک سوال پوچھنا ہے۔سچ بتائیے گا۔"

”کہیں، سن رہا ہوں۔“

مہر نے خشک ہوتا حلق تر کیا۔ گو کہ ان کے باپ نے ہمیشہ اتنی اسپیس دی تھی کہ وہ ہر الجھن ڈسکس کر سکیں لیکن اگر اس کی بہن کو پتہ چل گیا تو اس کا سر پھاڑنے میں لمحہ نہیں لگائے گی۔

”آپ زیان کو زمل کے لئے پسند کرتے ہیں نا؟“ گہری سانس خارج کرتے ہوئے دھیرے سے پوچھا۔

پیالی لبوں تک لے جاتا ہاتھ بے اختیار رکا۔ لمحے بھر کے لئے اعظم گنگ رہ گئے۔ سوال اتنا اچانک ہوا تھا کہ وہ کچھ کہہ ہی نہ سکے۔ مہر بغور انہیں دیکھ رہی تھی۔

”یہ آپ سے کس نے کہہ دیا؟“ زبردستی مسکراتے ہوئے انہوں نے سر جھٹکا۔ پیالی واپس رکھ دی۔

”ایسا نہیں ہے؟“ اس نے پراعتماد انداز میں پوچھا۔ وہ چند پل اسے دیکھتے رہے۔

"ایسا ہی ہے۔" انہوں نے دھیرے سے اعتراف کیا۔ مہر فخریہ انداز میں مسکرائی۔

"آئیڈیا اچھا ہے۔ بس زمل کی ڈگری مکمل ہونے دیں پھر..." وہ اپنی رو میں کہہ رہی تھی۔

"میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے، مہر۔" انہوں نے بے اختیار اسے ٹوکا۔ چلتی زبان کو بریک لگی۔ وہ صدمے میں رہ گئی۔ متوقع سنیریو چکنا چور ہو گیا۔

"کیوں؟"

اعظم خاموش رہ گئے۔ ٹیک لگاتے ہوئے نگاہیں پھیر لیں۔ مہر لب کاٹے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"میں جانتا ہوں کہ زمل کے لئے زیان سے بہتر کوئی نہیں ہے لیکن..." انہوں نے گہری سانس لی۔

"وہ نہیں مانے گا؟" مہر نے ابرو بھینچے پوچھا۔ اس کی بہن کو انکار؟

www.novelsclubb.com

”یہی تو مسئلہ ہے کہ وہ مان جائے گا۔“

مہر نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا۔

”وہ میرے لئے، میری بات کا مان رکھنے کے لئے مان جائے گا۔ لیکن میں ایسا نہیں چاہتا۔ یہ میری وجہ سے ہو گا۔ اس میں زمل کی حیثیت ثانوی ہو جائے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے اس کی وجہ سے قبول کیا جائے، درمیان میں کچھ نہ ہو۔“ وہ متاسف لگ رہے تھے۔

”لیکن ابو...“

”مہر۔“ انہوں نے بے اختیار اس کی بات کاٹی۔ ”یہاں معاملہ مختلف ہے۔ زیان ایک بہترین آپشن ہے لیکن مجھے زمل کا مقام بہت عزیز ہے۔“

”یعنی آپ کبھی نہیں کہیں گے؟“ چند لمحوں بعد مہر نے آہستگی سے پوچھا۔ آنکھوں میں اداسی کی ہلکی سی رمق تھی۔

"نہیں۔" ان کے انداز میں قطعیت تھی۔ "میں نہیں چاہتا کہ زیان کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ میں بدلے کے لئے یہ کر رہا ہوں۔ وہ دونوں مجھے انکار نہیں کریں گے اور میں اس چیز کا فائدہ نہیں اٹھانا چاہتا۔ جو رشتہ ہے، میرے لئے وہ کافی ہے۔"

نجانے کیوں مہر کا دل ملال میں گھر گیا۔ وہ انہیں دیکھتی رہی۔

"زمل سے ایسی کوئی بات مت کیجئے گا۔" انہوں نے جیسے یاددہانی کروائی۔ مہر نے سمجھ کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ اعظم نے گہری سانس لیتے ہوئے پیالی اٹھالی۔

ہم انسانوں کی سب سے بڑی غلطی یہی ہوتی ہے۔

کن کو بھول کر معاملات کو ناممکن سمجھنے لگتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

رات گہری ہونے لگی تو شہر ویران ہوتا گیا۔ کیفے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ہال کی بتیاں بجھی ہوئی تھیں۔ گول زینے کے اوپر کمرے کی فضا میں عجیب سا کرب بکھرا تھا۔ شیشے کی کھڑکی کے آگے کھڑی مائرعزم کی آنکھوں میں کئی حکایات روشن تھیں۔ کھلے بال کمر پر بکھرے تھے۔ وہ سینے پر بازو لپیٹے شہر کی روشنیاں دیکھ رہی تھی۔ دل کی ویرانی آنکھوں میں منعکس ہو رہی تھی۔

ذہن انابیہ کی باتوں کی طرف بھٹک رہا تھا۔ اس نے تھک کر آنکھیں بند کر لیں۔ ایک دبیز سی لہر چاروں طرف پھیلتی گئی۔ گھڑی کی سوئیاں ڈھائی ماہ پیچھے چلتی گئیں۔

www.novelsclubb.com

وہ ایک عام سی صبح تھی جو مائرعزم نور کی زندگی کو نیا رخ دینے والی تھی۔

کیفے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ مرکزی دروازے پر 'کلوزڈ' کا بورڈ لگا ہوا تھا۔

اسکارف لپیٹے وہ غائب دماغی سے جوس میں اسٹرا ہلاتی کچھ سوچ رہی تھی۔

"تمہیں پتہ ہے نا کہ آج تم میرے ساتھ گھر چل رہی ہو۔" انابیہ نے چٹکی بجاتے ہوئے اسے متوجہ کرنا چاہا۔

"یاد ہے، بیہ۔" وہ اس کی گردان سے بیزار ہو گئی تھی۔ آنکھوں میں عجیب سی تلخی تھی۔ انابیہ نے بغور اسے دیکھا۔

"سب ٹھیک ہے؟" اس نے نرمی سے پوچھا۔ مائزم کو بے اختیار اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اسے کم از کم انابیہ سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے۔

"آف کورس، بس ذرا تھک گئی ہوں۔" وہ زبردستی مسکرائی۔ انابیہ نے سمجھ کر سر ہلایا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"گھر چل کر ریسٹ کرنا، اب چلو۔"

www.novelsclubb.com

"میں شام کو واپس آ جاؤں گی، نائٹ اسٹے کی توقع مت رکھنا۔" وہ پیچھے سے پکارتے ہوئی اپنی چیزیں سمیٹتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ انابیہ نے خفگی سے مڑ کر اسے دیکھا۔

"کوئی تمہیں کھا نہیں جائے گا، مائعزم۔ ملازموں کے علاوہ گنتی کے چار لوگ ہیں۔"

"تمہارے کزنز ہیں، بیہ۔ اچھا نہیں لگتا۔" اس نے نرمی سے سمجھانا چاہا۔ انابیہ سر جھٹک کر رہ گئی۔

"ویسے مائعزم پتہ بھی نہیں چلا اور ہمیں ملے سات سال ہو چکے ہیں۔" کار کا اسٹیرنگ گھماتے ہوئے انابیہ نے مائعزم کو دیکھا جس نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔ سینے بازو لپیٹے وہ ونڈ اسکرین کے پار دیکھ رہی تھی۔ لبوں پر اداس سی مسکان مچل رہی تھی۔

"تم سے ملنا میری سب سے بڑی خوش قسمتی تھی۔" اس نے جیسے اعتراف کیا۔

"طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟" وہ شرارت سے بولی۔مائعزم ہنس پڑی۔

"تم نہیں جانتی لیکن تمہاری باتوں نے ہی مجھے جینا سکھایا تھا، ورنہ میں تو سب کھو چکی تھی۔" اس کا انداز سنجیدہ تھا۔انابیہ نے نظریں پھیر کر اسے دیکھا۔

مائعزم نور کون تھی؟اس کی فیملی کہاں تھی؟اس نے کیا کھویا تھا؟انابیہ کچھ بھی نہیں جانتی تھی۔اتنے سالوں کے بعد بھی نہیں۔اس نے سر جھٹکا۔

"چھوڑو ان باتوں کو۔میرا مقصد تب ہی پورا ہو گا جب میں تمہیں اپنی بھابھی بناؤں گی۔" اس نے مسکراہٹ دبا کر کہا۔

مائعزم کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔گردن موڑ کر تندہی سے اسے دیکھا۔

"ایسا کچھ سوچنا بھی مت۔" اس نے دبے دبے انداز میں اسے جھڑکا۔

"کیوں؟اچھا خاصا ہینڈسم اور ڈیسنٹ ہے میرا بھائی۔اس میں کیا ہے؟" وہ بمشکل امڈتی مسکراہٹ روکتی کہہ رہی تھی۔مائعزم نے بڑبڑا کر سر جھٹک دیا۔

"آؤ گی تو تم ارتضی فیملی میں ہی، دیکھ لینا۔" انابیہ نے جیسے اسے دھمکی دی تھی۔ مائعزم نے کچھ کہنا چاہا جب الفاظ حلق میں دم توڑ گئے۔ انابیہ کی مسکراہٹ بھی غائب ہو گئی۔ کار کی رفتار سست پڑ گئی۔

آگے سے دو جیپس ان کا راستہ بلاک کر چکی تھیں۔

کنٹرول روم میں بیٹھا اعتزاز سینے پر بازو لپیٹے اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔ عقب میں ملائکہ ٹہل رہی تھی۔ انداز میں بے چینی تھی۔

"جب پلان بنایا ہے تو بھروسہ بھی کرنا سیکھو۔" ویسے ہی اسکرین کو دیکھتے ہوئے اس نے بے تاثر انداز میں کہا۔

ملائکہ چونک کر رکی۔ ایک نگاہ اس پر ڈال کر ابتہاج کو دیکھا جو فائل کے صفحے الٹا رہے تھے۔

"مجھے پورا یقین ہے کہ وہ اس میں پھنس جائے گا۔" اس نے گردن کڑا کر سر جھٹکا۔ اعتزاز نے ریوالونگ چیئر اس کی طرف گھمائی اور سر تا پیر اسے دیکھا۔

"پھر اتنی ٹینشن کیوں؟"

ملائکہ لاجواب ہوئی۔ گہری سانس لے کر اسے دیکھا۔

"اگر حسام نے اس کی سائیڈ لی تو؟"

"تو تمہاری زبان کس دن کام آئے گی؟" وہ محظوظ سا مسکرایا۔ وہ سلگ اٹھی۔

"ان لڑکیوں کے اغوا کے بعد کیا پلان ہے تمہارے پاس؟" ابتہاج نے درمیان میں ٹوکا۔

"اس سے آگے میرا پلان ہے۔" اعتزاز نے مسکرا کر کندھے اچکائے۔ ملائکہ کو جھٹکا لگا۔ اس نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"تمہارا پلان؟" ابتہاج نے نا سمجھی سے دونوں کو دیکھا۔

"ان لڑکیوں کو ٹھکانے پر بلاؤ، جب تمہارا شکار وہاں پھنس جائے گا تو باقی گیم میں کھیلوں گا۔"

ملائکہ نے ضبط سے اس شخص کو دیکھا مگر پھر بنا کچھ کہے سر جھٹک دیا۔ وہ اندر تک مضطرب ہو گئی تھی۔

بیلوں سے ڈھکے بنگلے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ٹائپنگ کی آواز فضا میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ سینٹرل ٹیبل پر لیپ ٹاپ رکھے وہ اپنے کام میں مصروف تھا۔ بال بے ترتیب ہو کر ماتھے پر بکھرے تھے۔ آنکھوں میں اکتاہٹ نمایاں تھی۔

"سوچ رہی ہوں عارب کو کال کر لوں، کافی دنوں سے نہیں آیا۔" سائرہ نماز کے بعد دوپٹہ کھولتے ہوئے لاؤنج میں آئیں تو اسے دیکھ کر کہا۔ زیان نے کندھے اچکائے۔

”وہ کسی کیس کے سلسلے اسلام آباد گیا ہوا ہے۔ کل تک آئے گا۔“

”چلو، پھر کبھی سہی۔ تم آجاؤ، میں کھانا لگانے لگی ہوں۔“ وہ مصروف انداز میں کہتی کچن کی طرف بڑھ گئیں۔

”آپ کھالیں، میرا موڈ نہیں ہے۔“

سائرہ نے رک کر اسے دیکھا۔ جینز پر اسکائی بلیو شرٹ میں زرد رنگ کے ساتھ وہ ڈل لگ رہا تھا۔ گو کہ وہ کافی حد تک اس پر قابو پا چکا تھا لیکن وہ کھانا تب ہی چھوڑتا تھا جب اسے مائیگرین ہوتا تھا۔

www.novelsclubb.com

”سر میں درد ہے؟“

اس نے چونک کر انہیں دیکھا۔ وہ بغور اسے دیکھ رہی تھیں۔ وہ زبردستی مسکرایا۔

”نہیں، بھوک نہیں ہے۔ پھر کھالوں گا۔“ لہجے میں رسانیت تھی۔ تبھی اس کا موبائل بج اٹھا۔ انجان نمبر تھا۔ اس نے اٹینڈ کرتے ہوئے موبائل کان سے لگالیا۔

"زیان۔" وہ انابیہ تھی۔

وہ پل کے لئے چونکا۔ماتھے پر بل پڑ گئے۔یہ نمبر انابیہ کا تھا؟

"زیان، مجھے سن رہے ہو؟"

"انابیہ یہ..."

"میری بات سنو، انہوں نے ہمیں یہاں قید کر رکھا ہے۔" گہرے گہرے سانس لیتی، اس کی آواز کانپ رہی تھی۔زیان بے اختیار سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"کیا مطلب؟ تم کہاں ہو؟"

"مجھے نہیں پتہ، یہ عجیب سی عمارت ہے۔زیان ڈو سمتھنگ۔" وہ حواس باختہ لگ رہی تھی۔زیان نے کال اسپیکر پر لیتے ہوئے تیزی سے لیپ ٹاپ اپنی جانب کھسکایا۔

www.novelsclubb.com

”ریلیکس، کال مت کاٹنا۔ میں لوکیشن ٹریس کر رہا ہوں۔ بس دس منٹ دو۔“ کال کنیکٹ کرتے ہوئے اس کی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر محرک تھیں۔

”تمہیں موبائل کہاں سے ملا؟“

”میں تمہیں سب بتاؤں گی، لیکن ابھی اس کا وقت نہیں ہے۔ وہ آجائیں گے۔“

اس کا لہجہ ہراساں تھا۔

”تمہارے ساتھ اور کون ہے؟“ وہ کال لمبی کرنے کے لئے پوچھ رہا تھا۔

”ایک دوست ہے۔ تم کب تک آؤ گے؟“

'کنفرمڈ' کا سبز نشان اسکرین پر چمکا۔ زیان نے رک کر لوکیشن دیکھی۔

”میں آرہا ہوں۔ ڈونٹ وری۔ بس پندرہ منٹ۔“ وہ موبائل بند کرتا تیزی سے اٹھا۔

www.novelsclubb.com

وہ جھک کر جوگرز کے تسمے باندھ رہا تھا جب کچن سے نکلتی سائرہ اسے کہیں جاتا دیکھ کر ٹھٹک کر رکیں۔

”زیان، کہاں جا رہے ہو؟“ سائرہ نے بے اختیار پکارا۔

وہ گرہ لگا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ذہن میں کوئی خیال کوندے کی طرح لپکا۔ وہ بے اختیار ان کی طرف پلٹا۔ وہ ذرا تشویش سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

”ممی آپ کو ایک کام کرنا ہے۔ میں نے آپ کو لوکیشن سینڈ کی ہے۔“ وہ تیزی سے انہیں سمجھا رہا تھا۔ ”اگر میں ایک گھنٹے تک واپس نہ آؤں تو یہ لوکیشن آئی جی حسین کو بھیج دیجئے گا۔ لیکن اس سے پہلے نہیں۔ کر لیں گی نا؟“

سائرہ نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔ وہ کمپوزڈ لگ رہا تھا لیکن پھر بھی انہیں کچھ کھٹکا۔

”یہ کیا کہہ رہے ہو؟“

www.novelsclubb.com

"ممی پلیز۔بس ایک گھنٹے بعد آپ یہ لوکیشن آئی جی حسین کو بھیج دیں گی۔اوکے ؟" وہ پلٹنے لگا جب انہوں نے تیزی سے اسے بازو سے روکا۔

"تم کہاں جارہے ہو؟"

"آرہاہوں،ڈونٹ وری۔ایک گھنٹے تک۔" وہ بازو چھڑاتا مڑااور تیزی سے سیڑھیاں پھلانگیں۔سائرہ بے بسی سے اسے جاتے دیکھتی رہیں۔دل میں کوئی عجیب سا احساس اٹھا تھایوں جیسے وہ آخر دفعہ...انہوں نے بے اختیار سر جھٹک دیا۔ مگر وہ خاردار خیال ذہن کو جکڑتا جارہا تھا۔

"تمہیں کیسے اتنا یقین ہے کہ وہ اس فون کال کو جعلی نہیں سمجھے گا؟" اعتزاز نے بغور اسے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ملائکہ شاطرانہ انداز میں مسکرائی۔

"اس کی سب سے بڑی خامی یہی تو ہے۔وہ جلد باز ہے۔اندھادھند قدم اٹھانے والا۔اب بھی یہی کرے گا۔وہ نہیں سوچے گا کہ انابیہ نے عارب کو کال کیوں

نہیں کی؟اس کے لئے بس یہ اہم ہے کہ اس کی بہن خطرے میں ہے۔" اس کے الفاظ سے زہر ٹپک رہا تھا۔

وہ لمحہ بہ لمحہ ایکسلیٹر پر دباؤ بڑھا رہا تھا۔لب بھینچے پیشانی کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔عارب کا موبائل بند تھا۔اب اسے کسی کو خبردار نہیں کرنا تھا۔اسے جو بھی کرنا تھا، تنہا کرنا تھا۔

"تمہیں کیوں لگتا ہے کہ وہ اکیلا آئے گا؟"

"اس کے لئے جو چیز معانی رکھتی ہے وہ عزت ہے۔اسے پتہ ہے کہ اگر وہ پولیس کو انوالو کرے گا تو بات پھیل جائے گی جس میں انابیہ کی ذات نشانہ بنے گی، سو وہ یہ نہیں کرے گا۔کہا نا، وہ جلد باز ہے۔" ملائکہ نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

وہ دو منزلہ خستہ حال عمارت تھی جس کے ارد گرد سناٹا اور ویرانی تھی۔ریوالور اٹھاتے ہوئے اس نے کار لاک کی۔گھوم کر عمارت کے عقبی حصے کی طرف آیا جہاں بہت کم اونچائی پر کھڑکیاں لگی تھی۔اس نے لب دبائے لمحے بھر کو سوچا۔

تبھی اپنی دھن میں مگن کوئی شخص دروازہ دھکیل کر باہر نکلا۔وہ زیرلب کچھ گنگنارہا تھا۔اسے دیکھ کر لمحے کے لئے ٹھٹکا۔زیان نے انتظار کئے بغیر تیزی سے اس کی ٹانگوں پر فائر کیا۔گھٹی گھٹی چیخ اس کے حلق سے نکلی اور وہ کٹے پتنگ کی طرح گرا۔ زیان نے جھک کر اس کی مٹھی سے موبائل کھینچ کر دور پھینک دیا اور پنجوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا۔

”جن دو لڑکیوں کو اغوا کیا ہے،وہ کہاں ہیں ؟“ پستول کی نال اس کی طرف تانتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا۔

”مجھے نہیں پتہ... مجھے چھوڑ دو۔“ وہ سسک اٹھا۔

”لڑکیاں کہاں ہیں؟“ اس نے ٹریگر پر دباؤ بڑھایا۔

”اس کمرے میں۔“ اس نے کانپتے ہوئے ایک طرف اشارہ کیا۔

www.novelsclubb.com

”چابی؟“ اس نے ابرو چکایا۔ زخمی نے ہانپتے ہوئے اپنی جیب سے نکال کر اس کی طرف بڑھائی۔ زیان اٹھ کھڑا ہوا۔ ذہن میں کوئی خیال برق بن کر چھو گیا۔ یہ اتنا آسان کیوں لگ رہا تھا؟ مگر وہ سر جھٹک تیزی سے اندر کی جانب بڑھ گیا۔

انابیہ نے بدقت گردن سیدھی کی۔ وہ کرسی سے بندھی تھی۔ خوف کے زیر اثر اس نے ارد گرد دیکھا تو مائعزم بھی وہیں تھی۔ وہ ہوش میں تھی۔ سر کرسی کی پشت سے ٹکائے وہ یک ٹک سیاہ چھت کو گھور رہی تھی۔ اسکارف ڈھیلا ہو کر کندھوں پر گرا تھا۔ الجھے بال لٹوں کی صورت میں نکل رہے تھے۔

”مائعزم، اب کیا کریں؟“ وہ دہشت زدہ سا بولی۔

”موت کا انتظار۔“ اس کا انداز ٹھنڈا اور بے رحم تھا۔ انابیہ نے بے ساختہ اسے دیکھا۔ عجیب سی آواز ہو رہی تھی اس کی۔ غراہٹ زدہ سی۔

www.novelsclubb.com

"تم کوشش تو کرو۔ایسے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تو نہیں بیٹھ سکتے۔"اس نے کلائیوں کو گھمانے کی کوشش کی،لبوں سے بے اختیار سسکی نکلی۔نائیلون کی رسی گوشت میں اترتی محسوس ہوئی۔

مائعزم نے کوئی جواب نہیں دیا۔خشک آنکھوں میں زمانے بھر کی ٹھنڈک سموئے وہ بے تاثر لگ رہی تھی۔ تبھی دروازے میں چابی گھومی اور کلک کی آواز گونجی۔

انابیہ کو اپنا دل بیٹھتا ہوا محسوس ہوا۔اس نے بے اختیار آنکھیں میچیں۔

"انابیہ۔"زیان نے ٹھوکر مار کر دروازہ کھولا۔اندر مدھم سی روشنی تھی۔

انابیہ کو اپنی سماعتوں پر دھوکا محسوس ہوا۔اس نے آنکھیں کھول کر دروازے کے آگے کھڑے دراز قد ہیولے کو دیکھا۔

"زیان؟"اس نے جیسے تصدیق چاہی تھی۔جیب میں ریوالور اڑستا وہ تیزی سے آگے آیا۔مائعزم آنکھیں سکیڑے اس کو دیکھ رہی تھی۔نیم اندھیرے میں اس کے

www.novelsclubb.com

نقوش واضح نہیں تھے، لیکن وہ اسے جانتی تھی۔انابیہ نے تھک کر آنکھیں بند کیں۔زیان بلیڈ نکالتا اس کی کرسی کے پیچھے آیا۔

"تم اندر کیسے آئے؟"

"سیکیورٹی نہ ہونے کے برابر تھی۔اتنا مشکل نہیں تھا۔" وہ تیزی سے ہاتھ چلاتا رسی کاٹ رہا تھا۔

کئی میل دور آفندی ہاؤس کے کنٹرول میں روم اس نیم اندھیر کمرے کا منظر چمک رہا تھا۔اعتزاز نے ستائشی انداز میں ملائکہ کو دیکھا جس نے فخریہ انداز میں کندھے اچکائے۔

www.novelsclubb.com

"کہا تھا نا، پھنس جائے گا۔اب کیا کرنا ہے؟"

اعتزاز کی بے رحم آنکھوں میں راکھ جیسی چنگاری سلگی۔

"برباد۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

انابیہ آزاد ہوتے ہی بلیڈ لے کر مائعزم کی طرف بڑھی۔اس نے خالی نگاہوں سے اسے دیکھا پھر چہرہ زیان کی طرف موڑا جولب کاٹتا پریشان لگ رہا تھا۔مائعزم کی نگاہوں کے سامنے کوئی دھند چھانے لگی۔

زیان کی شبیہ کسی... کسی سے مل رہی تھی۔کوئی بہت اپنا، کوئی بہت دور۔زرد روشنیوں میں بھی مائعزم کو اس کی آنکھیں بھوری لگ رہی تھیں۔اسے پتہ ہی نہ چلا کب آنسو ٹوٹ کر گالوں پر لڑھکنے لگے۔اس کا جمود کئی سالوں بعد ٹوٹا تھا۔وہ آنکھیں دل میں بہت اندر تک تلاطم برپا کر گئی تھیں۔کوئی طوفان سا تھا جو بے کراں ہونے لگا۔

www.novelsclubb.com

نامحسوس انداز میں فضا میں کچھ پھیل رہا تھا۔بے رنگ سی گیس۔

"انابیہ، جلدی کرو۔ہمیں نکلنا ہے۔" زیان نے بے چینی سے اس کے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا، کوئی چیز تھی جو ذہن کو گھٹن کی طرف دھکیل رہی تھی۔بے اختیار اس نے گردن مسلی جب مائعزم کو دیکھ کر چونکا۔وہ بے آواز رو رہی تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" نرمی سے پوچھا۔مائعزم کے لڑھکتے آنسوؤں میں تیزی آگئی۔درد رگوں کو کاٹتا دل میں اترنے لگا۔لب بھینچے وہ سسکیاں روک رہی تھی۔

"تمہیں کیسے پتہ کہ ہم یہاں ہیں؟" اس نے چہرہ رگڑتے ہوئے ڈائریکٹ زیان سے پوچھا۔آواز زکام زدہ تھی۔وہ بے اختیار چونکا۔ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"تم نے کال نہیں کی تھی؟" اس نے بمشکل سانس کھینچتے ہوئے انابیہ سے پوچھا۔سب پانی میں ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا۔دور کہیں سرخ گھنٹیاں بج اٹھیں۔

"میں نے؟" اس نے حیرت سے نفی میں سر ہلایا۔زیان اسے دیکھ کر رہ گیا تبھی جیسے دماغ بری طرح جکڑا گیا تھا۔وہ لمحے کے لئے لڑکھڑا گیا۔

"یہ...یہ کیا ہے؟" انابیہ نے بے اختیار کرسی کو تھامتے ہوئے کہا۔سب چکرا رہا تھا۔مائعزم نے آنکھیں میچ کر سر جھٹکنا چاہا لیکن دھند گہری ہو رہی تھی۔

اس کے ساتھ ہی چاروں طرف گھٹاٹوپ سیاہی پھیل گئی۔

"اگلا قدم کیا ہے؟" اسکرین پر ان تینوں کو گرتے دیکھ کر ابتہاج نے ملائکہ سے پوچھا، جس کی لینز لگی آنکھوں میں پر سوچ لکیریں تھیں۔ اعتزاز کرسی کی ہتھ پر کہنی ٹکائے بے تاثر نگاہوں سے اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔

"اگلا اسٹیپ صیغم کا ہے۔" ملائکہ اس کی طرف پلٹی جو دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ سر کو خم دیا۔

"سب ریڈی ہے، میم۔ پندرہ منٹوں میں پولیس کو ٹپ دے دوں گا، وہاں چھاپہ مارا جائے گا اور چار لوگ گرفتار ہوں گے جو تھوڑے تشدد کے بعد قبول کریں گے کہ آئی جی صاحب کی بھتیجی اور ایس پی کی بیوی کے اغوا کے لئے انہیں زیان ارتضی نے ہائر کیا تھا۔" وہ سنجیدگی سے بریف کرتا گیا۔

"گڈ۔" ملائکہ نے مطمئن سی سانس خارج کی۔ ابتہاج نے نگاہیں پھیر کر اعتزاز کو دیکھا جو عینک کا کونا لبوں میں دبائے آنکھیں سکیڑے کچھ سوچ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ارتضی کے ساتھ کیا کرنا ہے؟" انہوں نے سیگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ ملائکہ نے کچھ کہنا چاہا جب سپاٹ آواز نے اسے گنگ کر دیا۔

"اسے چھوڑ دو۔"

پل کے لئے ابتہاج بھی کچھ کہہ نہ سکے۔ انہوں نے نا سمجھی سے اسے دیکھا جیسے اس کا دماغ چل گیا ہو۔

"آر یو میڈ؟ اتنی خواری پھر کس لئے کاٹی ہے؟" ملائکہ نے ضبط سے چبا چبا کر کہا۔ اعتزاز نے برف نگاہوں سے اسے دیکھا اور سرد انداز میں مسکرایا۔

"ڈیل بھول گئیں؟ تمہارے رچائے گئے کھیل کو میں کبھی بھی اپنی مرضی سے کھیل سکتا ہوں۔" پر سکون انداز میں اسے یاد دلایا۔

"اعتزاز، وہ آزاد ہو گیا تو کیا خاموش رہے گا؟ لمحہ لگے گا اور ساری خبریں جھوٹی ثابت ہو جائیں گی۔" ملائکہ نے تحمل سے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"مسز ملائکہ۔" وہ کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑا ہوا۔ "جو ڈیمج تب تک ہو چکا ہو گا، وہی میرا اٹارگٹ ہے۔ یہ میرا آخری وار نہیں ہے۔ مجھے آہستہ آہستہ تکلیف دینی ہے۔ وہ زیادہ اذیت ناک ہوتی ہے۔ اس لئے جو کہا ہے، وہی کرو۔" تحکم سے کہتا وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ملائکہ سرخ چہرے کے ساتھ ابتہاج کی طرف پلٹی۔

"یہ کسی دن ہمیں اپنے ساتھ مروائے گا۔"

ابتہاج نے سر کو خم دے کر گویا پورا اتفاق کیا۔

www.novelsclubb.com

"مائعزم، ریلیکس یار۔ ہم محفوظ ہیں۔" انابیہ نے بے بسی سے روتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

اس اندھیری عمارت میں جب انہیں ہوش آیا تو وہ تنہا تھیں۔ دروازہ کھلا تھا، وہاں سے نکلنا مشکل نہیں تھا۔ ٹیکسی لے کر وہ سیدھا سائرہ کے گھر پہنچی تھیں۔ انداز ہنوز مضمحل تھے۔

سائرہ نے تشویش سے دونوں کو دیکھا۔ وہ دس منٹ پہلے ہی ان کے گھر آئی تھیں۔ زرد چہرے اور آنکھوں میں وحشت ٹھہری تھی۔ انہیں سمجھ ہی نہ آیا کہ ان سے کیا پوچھیں۔

مائزہ سر ہاتھوں میں گرائے بے آواز آنسوؤں کے ساتھ رو رہی تھی۔ کئی زخم تھے، جو خاموشی سے ادھڑ گئے تھے۔ کئی گھاؤ تھے جو دوبارہ رسنے لگے۔ آج اس سیاہ کوٹھری کی وحشت نے کئی یادوں کو آزاد کر دیا تھا۔ وہ پھر یاد آیا تھا۔ تبھی دل میں کوئی خیال برق کی طرح دوڑا۔ اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔

"زیان گھر آگیا؟" اس نے گیلے چہرے کے ساتھ پوچھا۔ انابیہ نے بے اختیار چونک کر سائرہ کو دیکھا۔

”نہیں، جلدی میں کہیں گیا تھا، ابھی تک نہیں آیا۔“ انہوں نے پریشانی چھپاتے ہوئے کہا۔

انابیہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے تیزی سے موبائل نکال کر نمبر ڈائل کیا۔ گھنٹی جاتی رہی لیکن کال پک نہیں کی۔

”وہ کال نہیں اٹھا رہا۔“

”تم جانتی ہو، وہ کہاں ہے؟“ سائرہ نے انابیہ سے پوچھا۔

”ہمیں اغوا کر لیا تھا، ممانی جان۔ زیان وہاں آیا تھا لیکن پھر پتہ نہیں کیا ہوا، لیکن جب ہوش آیا تو میں اور مائعزم وہاں اکیلی تھیں۔ زیان کہاں گیا، ہمیں نہیں پتہ۔“ وہ پریشانی سے کہہ رہی تھی۔

”اس کا مطلب انہوں نے اسے نہیں چھوڑا تھا۔“ مائعزم نے آنکھیں رگڑتے ہوئے تکان سے کہا۔

سائرہ کا چہرہ فق پڑ گیا۔ تبھی انابیہ کا موبائل بج اٹھا۔اس نے تیزی سے اٹھایا۔

”ہیلو، عارب تم کہاں ہو؟“

بات سن کر اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

”یہ کیا بکواس ہے؟ ہم دونوں جانتے ہیں، ایسا کچھ نہیں ہے۔“اس نے تیز لہجے میں کہا۔”مائعزم کو چھوڑو، میں گواہی دینے کے لئے تیار ہوں۔“

وچند لمحے دوسری طرف سنتی رہی پھر کال کاٹ دی۔لب کاٹتے ہوئے مائعزم کو دیکھا جس نے سوالیہ ابرو چکائی۔

”پولیس نے وہاں چھاپہ مارا ہے اور جن اغواکاروں کو گرفتار کیا، انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ انہیں زیان نے ہائر کیا تھا۔“

موت سا سناٹا چھا گیا۔

ایک جھٹکے سے ماضی قید ہو گیا اور حال کے لمحے پھسل کر آزاد ہو گئے۔ مائعزم نے گہری سانس لے کر ارد گرد دیکھا اور بیڈ پر بیٹھی۔ سر کراؤن سے ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔

وقت آگے بڑھ گیا تھا، وہ اس سب سے نکل آئے تھے، زیان بھی چلا گیا تھا لیکن اس کے خلاف استعمال ہونے پر اسے عجیب سا گلٹ محسوس ہوتا تھا۔ وہ اس کے لئے کیا تھا، کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اس کا مقام کوئی نہیں محسوس کر سکتا تھا۔

ایک بے اختیار سا آنسو ٹوٹ کر گال پر بہہ گیا۔

جو مائعزم نور نے کھویا تھا، وہ کبھی نہیں ملنا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

زمل بالوں کو تولیے میں باندھے کمرے کی طرف جا رہی تھی جب حبہ کی آواز نے یکدم اس کے قدم روکے۔

”بھائی، میں نے آج ٹیسٹ میں فل مارکس لئے ہیں۔“ وہ لیپ ٹاپ کے آگے بیٹھی پر جوش سی بتا رہی تھی۔ زمل بے ساختہ پلٹی۔ ماتھے پر بل پڑ گئے۔ یہ اس کا کون سا بھائی تھا جس سے اتنی فری ہو کر بات کر رہی ہے؟

”دیٹس گریٹ۔ اب آپ کو ٹریٹ دینی چاہیے۔ نہیں؟“

زمل صدمے میں وہیں کھڑی رہ گئی۔ شائستہ، رواں اور نرم لہجہ۔ اسے لمحے بھر کو یقین نہیں آیا کہ یہ آواز زیان ارتضی کی تھی۔ حبہ نے اسے کال کر لی تھی؟ وہ ابرو بھینچے اس کی طرف بڑھی۔

”میں ٹریٹ دوں؟ آپ بڑے ہو، آپ کو مجھے دینی چاہیے۔“ وہ سمجھداری سے کہہ رہی تھی۔ وہ بے اختیار ہلکا سا ہنس دیا۔ زمل پل کے لئے رکی... پھر ہر احساس کو جھٹک کر حبہ کے سر پر آن پہنچی۔ اس نے خفگی سے بہن کو دیکھا جو کال آف کرنے کو کہہ رہی تھی۔

"زیان بھائی، آپ گھر کب آئیں گے؟" اس نے ناراضی سے پوچھا۔ ابھی تو اس نے بات شروع کی تھی۔

"حبہ، بند کرو گی یا نہیں؟" زمل نے دبی دبی آواز میں جھڑکا۔

"میں کچھ دنوں کے لئے بزی ہوں۔ آپ آپی کے ساتھ جاؤ، شاباش۔" زیان نے گال تلے مٹھی رکھے مسکراہٹ دبائے کہا۔ اسکرین پر صرف حبہ ہی دکھائی دے رہی تھی مگر کال بند کرنے کا آرڈر وہ سن چکا تھا۔ زمل حق دق رہ گئی۔ اسے کیسے سنائی دیا؟

"میں آپ کا ویٹ کروں گی۔ بائے۔" اس نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

زمل نے لیپ ٹاپ کی اسکرین گراتے ہوئے اسے گھورا۔

"ابو کے لیپ ٹاپ سے کال کیسے ملالی؟" اس نے کڑے انداز میں پوچھا۔

"ابوزیان بھائی سے بات کر رہے تھے تو میں نے بھی کر لی۔ مجھے کیوں ڈانٹ رہی ہیں؟" وہ روہانسی ہو گئی۔

"ابو کہاں ہیں؟" اس نے بات نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے نہیں پتہ۔" وہ خفگی سے اٹھ گئی۔ زمل نے گہری سانس لے کر اسے جاتے دیکھا۔

"کیا ہو گیا بھئی؟" اعظم نے اندر آتے ہوئے پوچھا۔ انہیں حبہ غصے سے اپنے کمرے کی طرف جاتی دکھائی دی تھی۔

"آپ کی شہزادی لیپ ٹاپ پر کال کر رہی تھی۔" وہ بھی برہم لگ رہی تھی۔

"میں ہی کر رہا تھا، جب باہر اسد صاحب آ گئے تو میں نے حبہ سے کہا کہ ہیلو ہائے کر لے۔ اس میں اتنا ہائپر ہونے کی کیا ضرورت ہے؟" انہوں نے لیپ ٹاپ آن کرتے ہوئے حیرت سے اسے دیکھا۔

''ابو، وہ اس سے اٹیچ ہو رہی ہے۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔''

اعظم نے سر اٹھا کر اسے دیکھا جس کی آنکھیں گلابی پڑ رہی تھیں۔

''میں نے امی کے بعد حبہ کا سب سے زیادہ خیال رکھا تھا، صرف اسی لئے کہ وہ اپنی پناہ کسی اور میں نہ ڈھونڈے۔ اس کے لئے بس اس کا باپ اور بہنیں ہوں۔ مگر ایک ہفتے پہلے ملے ایک انجان انسان سے وہ کیوں اتنی اٹیچ ہو گئی؟'' اس کے انداز میں بے بسی در آئی۔

''بچی ہے زمل، سمجھانے پر سمجھ جائے گی۔ پریشان کیوں ہو رہی ہیں؟'' اعظم نے نرمی سے کہا۔ وہ سر جھٹکتے ہوئے مڑ گئی۔

اسے اندر آتے دیکھ کر حبہ نے خفگی سے رخ موڑ لیا۔ زمل نے گہری سانس لی اور تولیہ کھولتے ہوئے صوفے پر ڈال دیا۔ نم بال موٹی لٹوں کی صورت میں کمر پر بکھر گئے۔ وہ آہستگی سے بیڈ پر آ بیٹھی۔

www.novelsclubb.com

"حبہ ناراض ہے؟"

"آپ نے مجھے بغیر وجہ کے ڈانٹا تھا۔" اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ "مجھے ابو نے کال کرنے کو کہا تھا۔"

"اچھا آئی ایم سوری۔" زمل نے اس کے ہاتھ تھامے۔

"پرامس کریں کہ آپ مجھے نہیں ڈانٹیں گی۔"

زمل نے سر ہلاتے ہوئے اسے خود لگالیا اور جھک کر اس کے بال چومے۔

"حبہ بھی مجھ سے پرامس کرے کہ وہ زیان بھائی کو تنگ نہیں کرے گی۔"

"میں کب تنگ کرتی ہوں؟" وہ برا مان گئی۔ وہ زمل کے بالوں کو انگلی پر لپیٹ رہی تھی۔

"وہ بزی ہوتے ہیں۔ تم انہیں کال نہیں کرو گی، اوکے؟" وہ نرمی سے پوچھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مگر وہ اچھے ہیں۔انہوں نے اس دن مجھے اتنی اچھی رائیڈ دی تھی۔"

"میں جانتی ہوں لیکن ایسے کسی کو ڈسٹرب نہیں کرتے۔حبہ کے پاس اس کی آپی ہے نا۔"

"پھر آپ میرے ساتھ کھیلیں گی؟" حبہ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔زمل نے گہری سانس لی۔اب یہ بھی کرنا پڑے گا۔

"بالکل، اگر تم اپنا پرامس پورا کرو گی۔" اس نے مسکراتے ہوئے جیسے تنبیہ کی۔

"اوکے۔میں مہر کو بتا کر آتی ہوں، آج ہم مل کر کھیلیں گی۔" وہ فورا بیڈ سے اتر گئی۔زمل نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اسے جاتے دیکھا۔اسے اپنی بہنوں کو یونہی سنبھالنا تھا جب تک وہ اپنے پروں پر اڑنا سیکھ نہیں لیتیں کیونکہ جب اسے ضرورت تھی، تب وہ اکیلی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

کریم کلر کی دیواروں والے اپارٹمنٹ میں ایل ای ڈی چل رہی تھی۔ وہ پاؤں لمبے کرکے ٹیبل پر رکھے، ہاتھ میں تھامے ریموٹ سے بے مقصد چینل سرف کر رہا تھا۔ موبائل بجنے پر بے اختیار گہری سانس لی۔ وہ جانتا تھا کہ اس وقت کس کی کال ہو گی یا شائد لاشعوری طور پر وہ منتظر تھا۔ ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھالیا۔

"کیا حال احوال ہیں؟" باسل کی بھاری آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔

"ٹھیک۔ تم بتاؤ، سب کیسا چل رہا ہے؟" اس نے ریموٹ اٹھا کر ایل ای ڈی میوٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے تمہارے بارے میں ریسرچ کی تھی۔" وہ مطمئن تھا۔ زیان کے ابرو بھینچ گئے۔

"مقصد؟"

"تمہارے ساتھ کام کر رہا ہوں، سو تمہیں جاننا ضروری تھا۔ لیکن جو بھی سامنے آیا وہ کافی عجیب تھا۔"

زیان ویسے ہی خاموش چلتی اسکرین کو دیکھے گیا۔ کوئی جواب نہ دیا۔ آنکھوں میں اذیت کی لہریں تھیں۔

"تم پر اپنی کزن کے اغوا کا الزام لگا تھا، رائٹ؟"

زیان نے گہری سانس لے کر آنکھیں بند کر لیں۔ وقت ڈھائی ماہ پیچھے بہتا گیا۔

وہی زرد رشنیوں والی عمارت تھی جس میں پھیلی گیس نے ان کے حواس سلب کر دیئے تھے۔

ذہن پر چھایا اندھیرا آہستہ آہستہ چھٹ رہا تھا۔ دکھتے سر کو بمشکل جھٹکتے ہوئے اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔ تیز روشنی نے آنکھوں کو چندھیا دیا تھا۔ چند دفعہ پلکیں جھپکا کر اس نے ارد گرد دیکھا۔ کمرے میں واحد دروازہ تھا جو کہ کھلا تھا۔ آنکھوں کو

www.novelsclubb.com

چبھنے والی تیزی روشنی بکھری تھی۔انابیہ اور مائعزم بھی غائب تھیں۔وہ چند لمحے وہیں سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا رہا۔ذہن میں سارے نقطے عجیب سی شبیہ بنا رہے تھے۔

انابیہ نے اسے کال نہیں کی تھی،یعنی اسے بلایا گیا تھا۔موبائل،چابیاں،والٹ سب اس کے پاس تھا۔ٹارگٹ وہ تھا۔

ایک سیاہ خیال ذہن میں لپکا اور زبان اپنی جگہ جامد ہو کر رہ گیا۔وہ ٹارگٹ تھا؟یعنی ابھی...

اس نے کلائی موڑ کر گھڑی دیکھی۔لمحے بھر کو بصارت پر یقین نہ آیا۔اسے بے ہوش ہوئے چار گھنٹے گزر چکے تھے۔آنکھوں میں بے یقینی ابھر کر معدوم ہوئی۔اس نے تیزی سے موبائل نکالا۔کئی میسجز اور مسڈ کالز۔عارب کے بھیجے گئے میسج نے جیسے اس کے پیروں تلے سے زمین کھینچ لی تھی۔

”زیان ارتضی نے اپنی کزن کو اغوا کروانے کے لئے انہیں ہائر کیا تھا۔ گرفتار ہوئے ملزمان کا اعتراف۔“

وہ ساکت سا اس ایک سطر کو دیکھتا رہا۔ نجانے کتنی بار اس نے ان الفاظ کو پڑھا۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ اس کے بارے میں لکھا تھا۔ لازمی یہ کوئی بکواس ہو گی۔ لیکن ٹوئیٹر کے لنکس اس کی امید کا خون کر رہے تھے۔ وہی لعن طعن دوبارہ شروع ہو چکی تھی۔ یوں جیسے کوئی قطرہ قطرہ زہر انڈیل رہا تھا۔ وہ بے جان ہو رہا تھا۔ اس کے ساتھ یہ دوبارہ کیسے ہو سکتا ہے؟

اسکرین کو دیکھتا اعتزاز استہزائیہ انداز میں مسکرایا۔

”کوئی مجھ جیسا اغواکار بھی ہو گا جس نے اپنے شکار کو صحیح سلامت جانے دیا؟“ وہ مصنوعی افسوس سے کہہ رہا تھا۔

”صحیح سلامت؟“ ابتہاج نے طنزیہ انداز میں ابرو چکائی۔

”زندہ ہے، یہ کم ہے؟“اس کا انداز چبھتا ہوا تھا۔

سفید ستونوں والے محل کے پر تعیش لاؤنج میں حسام موبائل پر بات کرتے ہوئے اضطرابی انداز میں ٹہل رہے تھے۔ کاؤچ پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے نزاکت سے بیٹھی ملائکہ کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ بکھر گئی۔ نگاہیں موبائل پر چمکنے والے میسج پر جمی تھیں۔

”وہ آرہا ہے۔ تیار رہنا۔“

ایک گہری سانس کھینچتے ہوئے اس نے حسام کو دیکھا جو کال بند کر کے صوفے سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھے تھے۔

”ڈونٹ وری، سب ٹھیک ہو جائے گا۔“

حسام نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آنکھیں بند کیئے وہ ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہے تھے۔ ابھی دو ہفتوں پہلے ہی تو ارسم کے لگائے گئے الزامات نے انہیں

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

شرمندہ کیا تھا۔اب پورے میڈیا پر پھر ان کے بیٹے کا کردار ڈسکس ہو رہا تھا۔طنز و طعنے، نازیبا کمنٹس، لوگوں کی استہزائیہ نگاہیں کسی انی کی طرح ان کے دل پر گڑ گئی تھیں۔وہ...زیان ارتضی...وہ اتنا کیسے گر گیا تھا؟وہ ابھی تک بے یقین تھے۔کہاں کمی ہوئی؟کوتاہی کب ہوئی؟

راہداری سے قدموں کی آہٹ گونجی۔ان دونوں نے بے اختیار سر اٹھایا۔

ماتھے پر بکھرے بے ترتیب بال، زرد چہرہ اور آنکھوں میں سرخی ٹھہری تھی۔زیان ارتضی لب کاٹتے ہوئے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"اب...اب کیا لینے آئے ہو؟" وہ جھٹکے سے اٹھے۔خون فشار بلند ہونے لگا۔

"ڈیڈ۔" اس نے بے بسی سے کہنا چاہا۔

"بکواس بند کرو۔" وہ بلند آواز میں دھاڑے۔درودیوار لرز اٹھے۔ملائکہ مسکراہٹ چھپاتی پیچھے ہو گئی۔مزہ اب آئے گا۔

زیان پل کے لئے سن رہ گیا۔ آنکھوں میں اس لمحے کچھ مر گیا تھا۔ جو موہوم سی امید تھی وہ بھی دم توڑ گئی۔ ایک دفعہ پھر اس کی سنے بغیر انہوں نے فیصلہ سنا دیا تھا۔ اب بھی وہی مجرم تھا۔ سارے الفاظ ختم ہو گئے۔

"بہنوں جیسی تھی تمہارے لئے۔ تمہیں اسے بیچتے ہوئے ذرا شرم نہیں آئی؟" وہ مٹھیاں بھینچے غیض سے کانپتے لہجے میں کہہ رہے تھے۔

زیان خاموشی سے ان کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ غضب، حقارت اور تنفر۔ انہیں دنیا کی باتوں پر یقین تھا۔ انہیں اس کا ایک لفظ سننا گوارا نہیں تھا۔ اس پل وہ صرف سائرہ خالد کا بیٹا تھا اور مجرم تھا، حسام ارتضی کے لئے یہی کافی تھا۔ وہ بے حسی سے سن رہا تھا جیسے وہ کسی دوسرے کی بات کر رہے ہوں۔

"تمہارا گھٹیا پن کس لیول پر ختم ہو گا؟ کون سی انا کی تسکین ہے جو تم ایسے کام کر رہے ہو؟"

www.novelsclubb.com

زیان نے پہلو میں گرے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچیں۔پل کے لئے دل چاہا کہ یہیں سے پلٹ جائے،مزید کسی زہر کو گھولنے سے روکے جو دل کو مردہ کر رہا تھا لیکن قدم جیسے زمین نے جکڑ لئے تھے۔وہ اپنی آخری حدوں پر بھی ان کا احترام نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ملائکہ کے سامنے تو بالکل بھی نہیں۔مگر جو کرچیاں دل میں گڑ چکی تھیں وہ سانس روک رہی تھیں۔

ملائکہ پر سکون سی پیچھے کو بیٹھی سن رہی تھی۔وہ سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ خاموش تھا،بالکل خاموش۔کیا وہ وضاحت نہیں دے گا؟اپنے حق میں کوئی دلیل؟کوئی حجت؟وہ بغور اسے دیکھتی پرکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

”ماں نے آخر اپنے رنگ میں ڈھال ہی لیا۔یہی تو وہ چاہتی تھی۔“ملائکہ نے زہر خند لہجے میں کہتے ہوئے جلتی پر تیل کا کام کیا۔

زیان کا جھلستا وجود جیسے نظر آتش ہوا۔

”میری ماں کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں۔“ وہ سارے برداشت کے بند توڑتا سرخ چہرے کے ساتھ غرایا۔

حسام نے کاٹ دار نگاہوں سے اسے دیکھا۔

”تم جیسی اولاد کو پیدا ہوتے ہی مار دینا چاہیے۔“ تنفر میں ڈوبا لہجہ قبر میں ٹھونکی آخری کیل جیسا تھا۔

زیان کو یوں محسوس ہوا جیسے دل کو ہزار ہا حصوں میں کاٹ دیا۔ شدید تکلیف، بے انتہا اذیت۔ لب بھینچتے ہوئے وہ انہیں دیکھتا رہا۔ کیا وہ اس کے لئے اتنی نفرت رکھتے ہیں؟ سر میں اٹھتا درد رگوں میں اترنے لگا تھا۔

”آپ کو ہائپر ہونے کی ضرورت نہیں ہے، ماموں۔“

ٹھنڈی اور بے تاثر آواز زیان کے عقب سے ابھری۔پل کے لئے سانس رکتا ہوا محسوس ہوا۔وہ ابھی باقی تھا؟ ملائکہ کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔چیری تو ابھی رکھی جانی تھی۔

عارب عمر سپاٹ انداز میں کہتے ہوئے اس کے برابر آ کھڑا ہوا۔برابر قد، تنے کندھے، ابھری ہوئی رگیں۔

"عارب تم..."

"یہ معاملہ ہم دونوں کا ہے۔اسے ڈیل بھی ہم دونوں ہی کریں گے۔آپ پریشان نہ ہوں۔"اس کا انداز بے تاثر تھا۔زیان نے سامنے دیکھتے ہوئے لب کاٹا۔

ملائکہ نے دبے دبے غصے سے اسے دیکھا جو سارا کھیل خراب کر رہا تھا۔حسام نے ایک تنفر بھری نگاہ اس پر ڈالی اور لمبے ڈگ بھرتے ہوئے لاؤنج سے نکل گئے۔

"ہیٹس آف ٹو یو۔" ملائکہ زہر خند لہجے میں کہتے ہوئے اٹھی۔ زیان نے ایک سلگتی ہوئی نظر اس پر ڈالی جو استہزائیہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

"کہاں تھے تم؟" وہ گہری سانس لے کر اس کی طرف پلٹا۔ زیان نے بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"وہیں جہاں مشہور کیا جا رہا ہے۔" اس کا انداز سپاٹ تھا۔

"میں نے پوچھا ہے کہاں تھے؟" عارب نے چبا چبا کر کہا۔

"بتا چکا ہوں، پچھلے پانچ گھنٹوں سے وہیں تھا۔" جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اس کا لہجہ بے لچک تھا۔

عارب نے چبھتی ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"کیا تمہیں ہم گدھے لگتے ہیں؟"

زیان خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ کہا کچھ نہیں۔

"انابیہ اور مائعزم کی گواہی موجود ہے۔ وہ سب بتا چکی ہیں۔"

"رئیلی؟" اس نے استہزائیہ انداز میں ابرو چکائے۔ "کیا فرق پڑتا ہے؟ کل تک بد کردار تھا اور آج اغواکار بھی بن گیا ہوں۔ گھر کی عزت پر ہاتھ ڈالنے والا۔" اس کی آواز آخر میں خفیف سی کانپی تھی۔ آنکھوں میں سرخ لکیریں ابھرنے لگیں۔

"تو جواب دے دیا کرو۔ جب خاموشی سے سب سنو گے تو یہی ہو گا۔" عارب نے تلخی سے کہا۔

"کیوں دوں میں جواب؟ کیوں یقین کی بھیک مانگوں؟ جس نے یقین کرنا ہوتا ہے تو وہ بغیر کسی وضاحت کے بھی کر لیتا ہے۔"

عارب چند پل خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر دو قدم آگے آیا۔

"آئی ٹرسٹ یو۔" مدھم آواز اور مضبوط انداز میں اس نے اسے شانوں سے تھام کر یقین دلایا۔ زیان پل کے لئے کچھ کہہ نہ سکا۔ گلابی پڑتی آنکھوں میں سلگتا تاثر تھا۔

"کیوں؟" بے اختیار اس کے لبوں سے پھسلا۔ عارب ہلکا سا مسکرایا۔

"تم پر بھروسہ کرنے کے لئے مجھے اسباب کی ضرورت نہیں ہے۔"

"تھینک یو۔" اس نے نگاہیں اس کے چہرے سے ہٹا لیں۔ لب کاٹتے ہوئے وہ شدید مضطرب لگ رہا تھا۔

"ممانی جان کے پاس جاؤ، وہ تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔" عارب نے آہستگی سے کہا۔

"میں ان سے نظریں ملانے کے بھی قابل نہیں رہا۔"

کرب میں ڈوبے الفاظ نے موت سا سکوت طاری کر دیا۔

"اس کا دماغ ٹھیک ہے؟ وہ ایسے کیسے کر سکتا ہے؟" سائرہ پھٹ پڑیں۔ عارب کی زبانی اپنے بیٹے کے خیالات سن کر ان کا پارہ چڑھ گیا۔

"جب اس نے کچھ کیا ہی نہیں تو مجرموں کی طرح روپوش ہونے کی کیا ضرورت ہے؟" وہ ٹہلتی ہوئی شدید نالاں لگ رہی تھیں۔ چہرہ سرخ پڑ رہا تھا۔ عارب نے لب کاٹتے ہوئے انہیں دیکھا پھر انابیہ کو جس نے کندھے اچکا دیئے۔ مائعزم خاموشی سے بیٹھی سائرہ کو دیکھ رہی تھی۔ خاموش نگاہوں میں بھی بہت کچھ تھا۔

"اس سب میں آپ کو بھی گھسیٹا جا رہا ہے۔" عارب نے مدھم لہجے میں کہا۔

سائرہ پل کے لئے رک گئیں۔ آنکھوں میں اذیت ابھری۔ انہوں نے موبائل آف کر دیا تھا، وہ سب دیکھنے کی ہمت نہیں تھی جو سوشل میڈیا پر چل رہا تھا۔ وہ تھک کر صوفے پر بیٹھ گئیں۔

"یہ ایسے ہی لکھا تھا، اس میں اس کا کیا قصور ہے؟" ان کا انداز شکستہ تھا۔ "ابھی وہ کہاں ہے؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اپنے اپارٹمنٹ میں۔ کل تک آجائے گا، ڈونٹ وری۔" عارب نے کھوکھلی سی تسلی دی۔

سائرہ نے گہری سانس لے کر اثبات میں سر ہلایا۔ دل جیسے ڈوبتا جارہا تھا۔ اسے دیکھے تقریباً چوبیس گھنٹے بیت چکے تھے اور نگاہوں کا کرب بڑھتا جارہا تھا۔ مگر انہیں اسے وقت دینا تھا، وہ آجائے گا۔

یہ ان کی خام خیالی تھی۔

کمرے میں زرکار روشنیاں بکھری تھیں۔ جائے نماز پر انگلی سے لکیریں کھینچتے ہوئے وہ زیر لب کچھ پڑھ رہا تھا۔ جھکی آنکھوں میں تکان تھی۔ ذہن میں عجیب سی جنگ چھڑی ہوئی تھی۔

"اس ایلیٹ کلاس کے بھی اپنے ہی مزے ہیں۔ جب چاہے افیئرز کر لو جب دل کرے اغوا کرو۔ صحیح ایڈونچر ہے۔"

"ویسے کیا فائدہ ہوا کسٹڈی حاصل کرنے کا جب بیٹا بھی ماں کے نقش قدم پر چلنے لگا۔"

"ایسے مردوں کو زندہ جلا دینا چاہیے جو عزت کرنا نہیں جانتے۔ لعنت ہے۔"

ٹوئیٹر پر کئے گئے کمنٹس نئے سرے سے زخم ادھیڑ رہے تھے۔ دل میں گھٹن بھر رہی تھی۔ اس نے اپنی ماں کی اذیتیں دیکھی تھیں۔ وہ جانتا تھا کہ عزت پر لگا دھبہ ساری زندگی نہیں اترتا۔ وہ ہمیشہ محتاط رہا، خود کو کسی بھی دلدل میں دھنسنے سے بچایا لیکن کیا فائدہ ہوا؟ ایک خاموش سا آنسو ٹوٹ کر جائے نماز پر گرا۔

سائیڈ ٹیبل پر رکھا موبائل یکدم بجنے لگا۔ وہ گہری سانس لے کر اٹھا اور جھک کر موبائل اٹھا لیا۔ نمبر دیکھ کر آنکھوں میں کرب ابھرا۔ چند لمحوں بعد لب کاٹتے ہوئے کال اٹھالی۔

"السلام علیکم۔ کیسے ہو؟" اعظم کا انداز ٹھہرا ہوا تھا۔

"وعلیکم السلام۔ ٹھیک۔" وہ مختصر جواب دیتا بیڈ کے کنارے بیٹھا۔ نگاہیں بے داغ دیوار پر جمی تھیں۔

"اب مجھ سے جھوٹ بولو گے؟"

"میں تھک گیا ہوں، بابا۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس نے شکستگی سے کہا۔ آنکھیں گیلی ہونے لگیں۔

"تم لوگوں سے ہار رہے ہو؟" انہوں نے یاسیت سے پوچھا۔

"میں اپنے باپ سے ہار گیا ہوں۔" اس کے زخمی انداز میں کرچیاں تھیں۔ پل کے لئے اعظم کچھ نہ کہہ سکے۔

www.novelsclubb.com

”بھروسہ کرنا تو دور انہوں نے میری ایک بھی سننا گوارا نہ کیا۔ ہر جرم پر میرے نام کے آگے لگا ار تضی دھندلا جاتا ہے اور میں سائرہ خالد کا بیٹا بن جاتا ہوں۔ وہی طنز اور وہی طعنے۔“ وہ پھٹ پڑا۔ اندر سلگتے لاوے کو باہر نکلنے کا راستہ مل گیا تھا۔

”جنہوں نے بھروسہ کیا ہے، انہیں فراموش کیوں کر رہے ہو؟“

”جنہوں نے نہیں کیا، انہیں سب سے پہلے کرنا چاہیے تھا۔“ اس کی آواز بھیگ رہی تھی۔ تکان زدہ آنکھوں میں اذیت تھی۔

”وہ جانتے ہیں کہ ممی نے کچھ نہیں کیا تھا، پھر بھی انہیں یوں الزام دیتے ہیں جیسے میں حقیقت نہیں جانتا۔ دنیا بھی ان کی تقلید میں ممی کو اس سب میں گھسیٹ رہی ہے۔ لوگ آخر بھولتے کیوں نہیں ہیں؟“

اعظم خاموشی سے سن رہے تھے۔ انہیں اب اندازہ ہوا تھا کہ مسئلہ لوگوں کا نہیں تھا، مسئلہ حسام کا تھا۔ ان کی بے اعتباری کی اذیت زیادہ تھی۔

"کیونکہ وہ لوگ ہیں، زیاں۔ان لوگوں نے تو کسی نبی کو بھی نہیں بخشا تھا تو ہماری کیا حیثیت ہے؟ یہ وقت بھی گزر جائے گا، باقی یہ رہے گا کہ تم نے سروائیو کیسے کیا تھا؟ جب تمہاری ماں نے ہمت نہیں ہاری تھی تو تم کیسے ہار سکتے ہو؟ جو تمہارے پاس ہے، اسے دیکھو۔ تمہاری ماں کو تم پر یقین ہے، باقیوں کو بھلا دو۔ نماز پڑھی ہے؟" نرمی سے سمجھاتے ہوئے انہوں نے یکدم پوچھا۔

"جی۔" اس کی آواز قدرے آہستہ تھی۔

"مگر دعا نہیں مانگی، ہے نا؟"

وہ چند لمحے خاموش رہا۔

"کیا مانگوں، بابا؟ مجھے لگتا ہے کہ وہ بھی مجھے دھتکار دے گا۔" اس کے انداز میں بے بسی تھی۔

"ایسا کیوں لگتا ہے؟" انہوں نے نرمی سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

”میں ساری زندگی خود کو کانٹوں سے بچاتا رہا، لیکن پھر بھی میرا کردار داغدار ہے، کہیں نہ کہیں تو مجھ سے غلطی ہوئی ہوگی۔ کسی گناہ کی سزا۔“ ایک خاموش آنسو ٹوٹ کر چہرے پر بہہ گیا۔

”ہر دفعہ ایسا نہیں ہوتا، زیان۔“ انہوں نے تاسف سے کہا۔

”لیکن جب بار بار ایسا ہو تو؟“

اعظم نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے گہری سانس لی۔ فی الحال وہ اسے نہیں سمجھا سکتے تھے۔

”کھانا کھالیا ہے؟“

”کھالوں گا۔“ وہ ابھی بھی بے داغ اور شفاف دیوار کو دیکھ رہا تھا۔

”زیان، خاموشی سے میری بات سنو۔ لوگوں کی باتوں کو ذہن سے جھٹک دو۔ لوگ باتیں کرنے کے لئے ہی ہوتے ہیں۔ جب تم نے کچھ نہیں کیا تو سر

www.novelsclubb.com

جھکانے کی ضرورت نہیں ہے۔ایک وقت آئے گا جب تم سرخرو ہو جاؤ گے۔ لیکن یہ یاد رکھنا، بلندیاں حاصل کرنے کے لئے قدم خون آلود کرنے پڑتے ہیں۔
اونچائیاں اگر اتنی آسانی سے مل جاتیں تو سب کامیاب ہوتے۔ تمہیں اتنا کمزور نہیں ہونا کہ محض لوگوں کی زبان تمہیں کنٹرول کر سکے۔ کسی کو تمہاری زندگی ضائع کرنے کا حق نہیں ہے۔“

وہ کتنی ہی دیر اسے سمجھاتے رہے پھر کال کاٹ دی۔ زیان نے ایک نگاہ اسکرین پر لکھے نام پر ڈالی۔اس شخص کے ساتھ اس کا کوئی رشتہ نہیں تھا، لیکن پھر بھی اس نے آنکھیں بند کر کے اس پر بھروسہ کیا تھا۔اعظم مصطفی کے احسانوں میں آج اضافہ ہوا تھا۔

وہ کتنی ہی دیر وہیں شکست خوردہ سا بیٹھا رہا۔ کئی پل دھیرے سے سرک گئے جب داخلی دروازے کا ہینڈل گھوما اور جھٹکے سے کھولا گیا۔ زیان نے آہستگی سے آنکھیں کھولیں۔ سامنے موجود نفوس کو دیکھ کر وہ سیدھا ہوا اور سر جھکا کر آنکھیں رگڑیں۔

"کب تک یہاں رہو گے؟" انابیہ اس کے مقابل صوفے پر بیٹھ رہی تھی۔ عارب ان سے بے نیاز کھڑکیوں کے پردے ہٹانے لگا تھا۔ اس کے پاس اس اپارٹمنٹ کی چابی تھی، وہ اسے اب بھی تنہا نہیں چھوڑ سکا۔ مائعزم اندر امڈتے تذبذب کو چھپائے چند قدم پیچھے کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔

"جب تک رہ سکوں گا۔" اس نے دو انگلیوں سے کنپٹی مسلتے ہوئے کہا۔ وہ اب بھی ان سے نگاہیں نہیں ملا پا رہا تھا۔ عجیب سی بے بسی تھی۔

"بس کر دو زیان، تین دن لوگوں میں یہ ہاٹ ٹاپک بنا رہا، چوتھے دن سب بھول کر دوسری خبروں کے پیچھے لگ گئے ہیں۔ کیوں دو ٹکے کے لوگوں کے پیچھے اپنی زندگی خراب کر رہے ہو؟" عارب کرسی کھینچ کر بیٹھا۔

زیان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا جب نگاہیں پیچھے کھڑی مائعزم پر پڑی جس کی آنکھوں میں عجیب سا تاثر تھا۔ بے بسی اور اذیت کا سلگتا ہوا احساس۔

www.novelsclubb.com

"عارب ٹھیک کہہ رہا ہے، لوگ بھول چکے ہیں۔" اس کے دیکھنے پر وہ آہستگی سے بولی۔ آنکھوں میں وہی اذیت سی تھی۔ ذہن میں چمکدار آنکھوں والے بچے کا عکس ابھرا۔

"مجھے یاد ہے۔" زیان نے نگاہیں ہٹا لیں۔

"اس سب میں ممانی جان کا کیا قصور ہے؟ ان سے کیوں نہیں مل رہے؟" عارب گال تلے مٹھی رکھے اسے دیکھ رہا تھا۔

کتھئی آنکھوں میں کچھ راکھ ہوا تھا۔ اس نے بے بسی سے پیشانی مسلی۔

"میری وجہ سے انہیں بھی اس میں گھسیٹا جا رہا ہے۔ اکیس سال بعد بھی سب کو وہ الزامات یاد ہیں اور تم کہہ رہو کہ لوگ بھول گئے ہیں۔ اس طرح کی باتیں کوئی نہیں بھولتا۔ جو داغ لگ جائے وہ کبھی نہیں اترتا۔" آنکھیں گلابی پڑنے لگیں۔ سر ہاتھوں میں گرا لیا۔ وہ یہ سب برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

چند لمحے خاموشی چھائی رہی۔

"جو کچھ بھی ہوا، اس کے لئے معذرت۔" مائعزم نے آہستگی سے کہا۔ زیان نے چونک کر اسے دیکھا۔

"اس میں تمہاری کیا غلطی ہے؟" اس کا انداز مستحکم تھا۔

مائعزم نے لب کاٹتے ہوئے نگاہیں پھیر لیں۔ وہ کیوں اس جیسا لگتا تھا جس کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی؟

"تم آرام کرو، اور کم از کم ممانی جان کو ایک کال ہی کر لو۔" عارب نے اٹھتے ہوئے یاددہانی کروائی۔

"کر لوں گا۔"

عارب نے گہری سانس لے کر ان دونوں کو اشارہ کیا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ مائعزم لمحے کے لئے رکی۔ پلٹ کر دیکھا۔ وہ یونہی سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا

تھا۔اس کی آنکھوں میں اذیت کی لہر سی اٹھی۔دل کرچیوں سے زخمی ہونے لگا۔وہ لب کاٹتے ہوئے مڑ گئی۔

دروازہ بند ہونے زیان نے آنکھیں میچ کر گہری سانس لی۔ان کے نکلتے ہی اس کا موبائل بجنے لگا۔کوئی انجان نمبر تھا۔ناچاہتے ہوئے بھی اس نے اٹھالیا۔

"ہیلو۔"اس کے انداز میں بیزاری تھی۔

"کہاں ہو تم؟اور یہ کیا طریقہ ہے؟"اس کی آواز سنتے ہی سائرہ اس پر برس پڑیں۔وہ لمحے کے لئے کچھ نہ کہہ سکا۔دل عجیب سے انداز میں دھڑکا تھا۔

"مجھ سے چھپانے کی کیا ضرورت تھی تمہیں؟کیا پہلے یقین نہیں کیا تھا جواب ٹھکرا دیتی؟کہاں سے ایسی باتیں سوچ لیتے ہو؟ماں کا کوئی احساس نہیں ہے،جب دل کرے غائب ہو جاؤ۔یہی سکھایا ہے تمہیں؟"اسے ڈانٹتے ہوئے ان کی آواز بھیگ رہی تھی۔

"ممی میں..."

"ایک لفظ نہیں سننا مجھے۔دس منٹ میں پہنچو ورنہ مجھ سے بات مت کرنا۔ تمہیں یہی زبان سمجھ آتی ہے۔" سختی سے کہہ کر بنا اس کی سنے انہوں نے کال کاٹ دی۔

وہ اسکرین کو دیکھ کر رہ گیا۔بے بسی کے احساس کے تحت آنکھیں گیلی پڑ رہی تھیں جنہیں اس نے سختی سے رگڑ دیا۔

سر جھٹکتے ہوئے سینٹرل ٹیبل سے چابیاں اٹھائیں اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

پارکنگ لاٹ پر شام آہستہ آہستہ گہری ہو رہی تھی۔اس نے سانس اندر کو کھینچتے ہوئے ہمت مجتمع کی اور کار ان لاک کی۔دروازہ بند کرتے ہوئے عجیب سا احساس ہوا۔سر جھٹک کر کار اگنیشن میں چابی گھمائی، لیکن کار اسٹارٹ نہ ہوئی۔اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔دوبارہ کوشش کی مگر مردہ انجن میں کوئی حرکت نہ ہوئی۔

کوفت سے دروازہ کھولنا چاہا، تنے تاثرات ڈھیلے پڑ گئے۔

کار لاک ہو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کے اندر جوار بھاٹا پکنے لگا۔لب بھینچ گئے،پیشانی کی رگیں تن گئیں۔وہ ایک بار پھر سیٹ اپ کیا جا چکا تھا۔ڈیم اٹ۔اس نے زور سے اسٹیرنگ وہیل پر ہاتھ مارا۔ تبھی سفید دھند جیسی گیس پھیلنے لگی۔وہ بے اختیار چونکا۔پیچھے مڑ کر دیکھا۔سیٹ کے نیچے سیلنڈر رکھا تھا جس سے گیس نکل کر پھیل رہی تھی۔

''ناٹ اگین۔''اس نے بڑبڑاتے ہوئے موبائل نکالا۔بصارت دھندلانے لگی۔نمبر ڈائل نہیں ہو رہا تھا،انگلیوں میں لرزش تھی۔ تنفس تنگ پڑ رہا تھا۔جسم بے جان ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

وہ فون کال بھی جعلی تھی۔

اندھیرے میں ڈوبتے ذہن میں آخری خیال یہی ابھرا تھا۔ماضی بھی سیاہی میں غرق ہو گیا۔

''پھر؟''باسل نے اس کے خاموش ہونے پر بے اختیار پوچھا۔

”اس کے بعد وہی ڈر گز کا الزام۔“ اس نے سانس کھینچتے ہوئے کہا۔ عجیب سی گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔

”اغوا اور ڈر گز والے واقعے کے درمیان کچھ نہیں ہوا؟“ باسل نے نپے تلے لہجے میں پوچھتے ہوئے سوال دہرایا۔ زیان نے بے اختیار گردن مسلی۔

”نہیں۔“ اس نے بے دردی سے لب کچلا۔

”ایک مہینے پہلے تمہارا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔“ چند لمحے کی خاموشی کے بعد باسل نے آہستگی سے کہا۔

زیان نے آنکھیں بند کر لیں۔ پیشانی پر پسینے کے قطرے چمکنے لگے۔ اس نے گہری سانس اندر کو کھینچی۔

”وہ... ایک عام سا ایکسیڈنٹ تھا۔ کچھ خاص نہیں تھا۔“ آخر میں اس کا لہجہ لڑکھڑایا تھا۔ گھٹن بھر رہی تھی۔ روشنیاں گل ہو رہی تھیں۔

"تم ٹھیک ہو؟" باسل چونکا تھا۔زیان نے جواب نہیں دیا۔ایک اور گہری سانس کھینچتے ہوئے مٹھی بھینچ لی۔وہ پھر اس اندھیری کوٹھری کے خونی پل میں قید ہونے لگا۔

"زیان۔"

اس نے کال کاٹ کر موبائل آف کر دیا۔سر کشن پر گراتے ہوئے آنکھیں سختی سے میچ لیں۔چہرہ زرد پڑ رہا تھا۔

"کچھ بھی نہیں ہوا،وہ سب پیچھے رہ گیا ہے۔سب ٹھیک ہے۔" وہ بار بار یہی بڑبڑا رہا تھا۔آنکھیں سختی سے بند کیئے وجود میں ہلکی سی لرزش تھی۔اس نے کمبل سر تک کھینچ لیا۔

ایک بے نام سا آنسو ٹوٹ کر کنپٹی پر بہتا گیا۔اندھیرے دبیز ہوتے گئے۔

☆☆☆☆☆☆

اسٹڈی میں سفید لائیٹس جل رہی تھیں۔وہ ماتھے پر بل ڈالے کتابیں کنگھال رہا تھا۔تنگ آکر موبائل نکالا اور کال ملائی۔

"انابیہ،میری بک کہاں ہے؟"

"بک کا لازمی کوئی نام ہوگا۔"اس کا انداز طنزیہ تھا۔

"Corage to be disliked."اس نے تحمل سے کہا۔

"زیان کے کمرے میں۔"

اف۔وہ کلس کر رہ گیا۔اب سیڑھیاں چڑھنی پڑیں گی۔موبائل بند کرتا بگڑے موڈ کے ساتھ باہر نکل آیا۔لاؤنج میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔رات آہستہ آہستہ سرک رہی تھی۔زرینہ سے کمرے کی چابی لے کر وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

کلک کی آواز گونجی اور اس نے دروازہ دھکیلا۔اندر گھپ اندھیرا پھیلا تھا۔اس نے سوئچ پر ہاتھ مارا۔کمرہ لمحوں میں روشن ہو گیا۔وہ چند لمحے وہیں کھڑا سب دیکھتا رہا۔کئی بیتے لمحے آنکھوں کے سامنے لہرا گئے۔

"میں نے اپنی زندگی سے اس کا صفحہ پھاڑ دیا ہے۔"

بے اختیار سر جھٹکتے ہوئے وہ قدم اٹھاتا بک شیلف کے قریب آرکا۔آنکھیں سکیڑے کتابوں کے نام پڑھے۔تنے تاثرات ڈھیلے پڑے۔بالآخر پورے دن کی خواری کے بعد مطلوبہ کتاب مل ہی گئی تھی۔اس نے ریک سے بک نکالی تبھی ایک کاغذ نکل کر فرش پر گر گیا۔عارب نے بے اختیار جھک کر اٹھالیا۔تہہ کھل چکی تھی۔اس کے ابرو اچھنبے سے اکھٹے ہوئے۔

وہ اسکیچ تھا۔اسے پتہ تھا کہ زیان کو اسکیچز کا شوق نہیں تھا لیکن یہ عجیب سی تصویر؟ناگوار اور بھاری وائب کے ساتھ۔اس کی نگاہیں نیچے پھسلیں۔سرخ روشنائی میں ایک فقرہ لکھا تھا۔

’خون سے دلفریب کوئی مائع نہیں۔‘

☆☆☆☆☆☆

قبرستان میں موت سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔اترتی شام میں درختوں کے پتے ہلکی ہوا میں سرسرا رہے تھے۔داخلی احاطے کے قریب ایک سیاہ کار رکی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

فل سلیوز ٹی شرٹ پہنے وہ رف حلیے میں تھا۔گلاسسز کے پیچھے چھپی آنکھیں سایہ دار درخت کے نیچے بنی قبر پر جمی تھیں۔آج ان آنکھوں میں بے رحمی نہیں نظر آتی تھی،بلکہ عجیب سی بے بسی تھی۔

”آئی ایم سوری ڈیڈ۔“اس نے آہستگی سے سرگوشی کی۔جیسے وہ پچھلے چار ماہ سے روز شام کو کرتا تھا۔وہی معافی جو وہ روز یہاں آکر مانگتا تھا۔لیکن ہمت آج بھی نہیں تھی کہ وہ قبر پر آتا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

”میں جانتا ہوں کہ آپ کو یہ سب پسند نہیں ہے جو میں کرتا ہوں لیکن یہ کرنا میرے لئے ضروری ہے۔ آپ نہیں سمجھیں گے۔“ وہ زخمی سا مسکرایا۔ پتے غور سے اسے دیکھ رہے تھے یوں جیسے اس کے اندر کے انتشار کا اندازہ لگانا چاہ رہے ہوں۔

”جس دن میں نے آپ کا بدلہ لے لیا، اس دن میں سرینڈر کر دوں گا۔ یہ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں۔“

قبروں کی وحشت میں حال اپنی زندگی کھونے لگا۔ ماضی ایک استہزائیہ نگاہ اس پر ڈالتا کہانی میں ابھر آیا۔

چار ماہ قبل چھائی رات میں عجیب سی ٹھنڈک اور بے رحمی تھی۔ آفندی ہاؤس کے لان میں لگے برقی قمقمے ماحول کو پر فسوں بنا رہے تھے۔ آج آفندی ہائیٹس کی بارہویں انیورسری تھی جس کے اعزاز میں ڈنر منعقد تھا۔

www.novelsclubb.com

اعتزاز کی نگاہیں طلال آفندی کی تلاش میں بھٹک رہی تھیں جب سامنے سے آتے شخص کو دیکھ کر آنکھوں میں تنفر کی لہر اٹھی۔ بمشکل خود کو نارمل کرتے ہوئے اس نے قدم بڑھا دیئے۔

"کیا حال احوال ہیں؟" حسام نے مسکراتے ہوئے مصافحہ کیا۔

"فائن سر۔" وہ چہرہ سنجیدہ رکھے ان سے ہاتھ ملا رہا تھا۔ وہ ان کے بزنس حریف نہ سہی لیکن کارپوریٹ ورلڈ میں اونچا مقام رکھتے تھے، ان کی کمپنی ٹاپ فائیو میں شمار ہوتی تھی جبکہ آفندی ہائیٹس کو ابھی لمبا سفر درکار تھا۔

"زیان نہیں آیا؟" پوچھتے ہوئے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ عود آئی۔ پر تپش چنگاری مسکان۔ حسام نے اس کا سرد انداز بخوبی محسوس کیا تھا۔ شارق آفندی کی پھانسی کو گیارہ ماہ بیت چکے تھے۔

"میں اس حق میں نہیں تھا جو اس نے کیا۔" پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے انہوں نے کندھے اچکائے۔ "مگر وہ صرف اپنی سنتا ہے۔"

"جو کسی کی نہ مانے، اسے وقت کی ماننی پڑتی ہے اور وقت کے سکھائے گئے اسباق ایسے زخم دے جاتے ہیں جو کبھی نہیں بھرتے۔" گلاسسز سے جھلکتی آنکھوں میں تپش تھی۔

"یہ دھمکی ہے؟" حسام نے ناگواری سے اسے دیکھا۔ اعتزاز نے مسکرا کر سر جھٹکا۔

"بزرگوں کا فرمان ہے۔ دھمکی کیسی؟"

"اینی ویز، تم انجوائے کرو۔ میں طلال سے مل لوں۔" وہ آگے بڑھ گئے۔ اعتزاز پلٹ کر انہیں جاتے دیکھتا رہا جب ہیل کی ٹک ٹک نے اسے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ اس نے نگاہیں پھیریں تو ملائکہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔ ساڑھی کا پلو سنبھالتے ہوئے وہ خوبصورت لگ رہی تھی۔ اعتزاز کی آنکھوں میں بیزاری ابھری۔

"کہیے۔"

"میری آفر برقرار ہے۔" وہ شاطرانہ انداز میں مسکرائی۔اعتزاز نے سر تا پیر اسے دیکھا۔

"اس میں تمہیں میری ضرورت کیوں ہے؟"

"تمہارا اور میرا دشمن ایک ہی ہے۔اتحاد فائدہ دے گا۔"

اعتزاز کی نگاہوں میں چنگاریاں سلگ اٹھیں۔گیارہ ماہ گزر چکے تھے، لیکن اس کے زخم ویسے ہی رس رہے تھے۔

"تمہارے شوہر کا بیٹا، تمہارا دشمن ہے؟" اس نے ابرو چکائے۔

"ڈیل کر لو، سب بتا دوں گی۔" اس کی گہری نگاہیں اس پر جمی تھیں۔

"محترمہ، اپنا انتقام لینے کے لئے مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔" اس نے کوفت چھپانے کی قطعی کوشش نہیں کی۔تبھی اس کا موبائل بجنے لگا۔طلال کی کال تھی۔

"ایکسیوز می۔" وہ بیزار سی نظر اس پر ڈال کر وہاں سے ہٹ گیا۔

ملائکہ مسکراتے ہوئے اسے جاتے دیکھتی رہی۔

"تم بہت جلد مجھ سے ڈیل کرو گے۔" وہ سرد سا بڑبڑائی۔

رش سے ذرا دور ہٹ کر اس نے کال پک کی۔

"جی ڈیڈ۔"

"مم... میرے کمرے... میں آؤ۔" گہرے گہرے سانس لیتے طلال کی آواز میں عجیب سی لرزش تھی۔ انداز میں تکلیف تھی۔ اعتزاز کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ وہ تیزی سے کال کاٹتا اندر کی طرف لپکا۔

باہر جاری پارٹی کی وجہ سے لاؤنج خالی تھا۔

"ڈیڈ۔" اس نے پکارتے ہوئے دروازہ دھکیلا، نگاہیں پتھرا گئیں۔ قدموں تک آتی خون کی لکیر کو دیکھتے ہوئے اس نے تعاقب کیا تو جسم سے جان نکلنے لگی۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

طلال آفندی زمین پر گرے تھے۔ چہرہ نیلا پڑ رہا تھا اور سر سے نکلتا سرخ مائع ٹائلز داغدار کر رہا تھا۔ نیم کھلی آنکھوں میں زندگی کی کوئی رمق نہ تھی۔

”ڈیڈ۔“ وہ گھٹنوں کے بل ان کے ساتھ گرا تھا۔ لب کپکپا رہے تھے۔ سفید پڑتے چہرے پر بے یقینی تھی۔ آنسو جم گئے تھے۔ تبھی نگاہوں میں جو اٹکا تھا، اس نے ساتوں آسمان اس کے سر پر توڑے تھے۔ اس نے لرزتے ہاتھوں سے جھپٹ کر وہ شے اٹھائی تھی۔

وہ کی چین تھا جس کے ساتھ جھولتی زنجیر کے آخر میں ہولڈر لگا تھا۔ اعتزاز شل سا اس ہولڈر میں لگی تصویر کو دیکھ رہا تھا۔ وہ کوئی سترہ اٹھارہ سال کا لڑکا تھا۔ پرکشش کتھئی آنکھیں، دائیں طرف سے بکھرے بال اور ہلکی سی مسکراہٹ۔

کیا مجھے بتانے کی ضرورت ہے کہ وہ کون تھا؟

www.novelsclubb.com

اعتزاز نے ایک نگاہ تصویر پر ڈالی اور پھر اپنے باپ کی بے جان لاش کو دیکھا۔لب بھینچ گئے۔آنکھوں میں سرخی اترنے لگی۔شدید طوفان اس کے اندر ابلنے لگا۔

حسام ارتضی نے اس کے باپ کو قتل کر دیا تھا۔

”تمہیں اتنا یقین کیسے ہے؟“ چار دن بعد ابتہاج تعجب سے اس سے پوچھ رہے تھے۔اعتزاز نے برف نگاہیں ان کی طرف موڑیں۔رف ٹی شرٹ میں اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔گلاسسز غائب تھیں۔سوال پر اس نے جیب سے کی چین نکال کر ٹیبل پر رکھ دیا۔

”یہ حسام کا ہے۔“اس کی آواز بھاری اور سپاٹ تھی۔ابتہاج نے حیرت سے اسے دیکھا۔

”زیان کی تصویر والا کی چین حسام کا ہے؟“انہوں نے ابرو چکائے۔

”کیوں دماغ کھارہے ہو، ابتہاج؟ وہ نہیں آیا تھا اس دن، یہ اس کے باپ کا ہے۔“

اس کے انداز میں کاٹ تھی۔

دروازہ ہلکی دستک کے ساتھ کھلا تھا اور پھر ہیل کی ٹک ٹک گونجی۔ ابتہاج نے گردن موڑی پھر ضبط سے اعتزاز کو دیکھا جو کی چین اٹھا رہا تھا۔

”ہیلو۔“ پرس قدموں میں رکھتے ہوئے ملائکہ کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ تھی۔ ”کیسے یاد کیا مجھے؟“

اعتزاز نے ایک گہری اندر تک اترتی نگاہ اس پر ڈالی پھر دونوں ہاتھ باہم ملائے آگے ہوا۔

”تمہاری Irtezas سے کیا دشمنی ہے؟“ سپاٹ انداز میں ڈائریکٹ سوال کیا۔

ملائکہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

www.novelsclubb.com

”Irtezas نہیں صرف زیان ارتضی۔اپنے ہزبینڈ کے ساتھ میں وفادار ہوں۔“اس نے کندھے اچکائے۔

”بالکل،اس کے بیٹے کو نقصان پہنچانا وفاداری میں آتا ہے،امپریسو۔“ابتہاج نے متاثر کن انداز میں کہا۔

ملائکہ نے کینہ توز نگاہوں سے انہیں دیکھا،کچھ کہنا چاہا جب اعتزاز برہمی سے ٹیبل پر ہاتھ مار کر آگے ہوا۔

”میرے سوال کا جواب دو،ملائکہ۔“ساتھ ایک قہر آلود نگاہ ابتہاج پر ڈالی۔وہ خاموش ہو گئے،اس کا آج کل ویسے ہی میٹر گھوما رہتا تھا۔

”زیان اس ایمپائر کا اکلوتا وارث ہے جس میں میں نے دن رات انویسٹ کیا ہے۔“ملائکہ نے ضبط سے جواب دیا۔

”تمھیں تمہارا حصہ مل جائے گا،نہیں؟“اعتزاز نے ابرو اچکائی۔

''مجھے مکمل راجدھانی چاہیے۔بغیر کسی شراکت داری کے۔''اس کا انداز سلگتا ہوا تھا۔

اعتزاز سوچتی نگاہوں سے اسے دیکھے گیا۔

''تمہاری وفاداری کا کوئی ثبوت؟''ابتہاج نے پھر درمیان میں ٹوکا۔اب کہ ملائکہ ہلکا سا مسکرائی۔

''حسام کی اگلے ہفتے ایک ضروری ڈیل ہے جس کی ڈیٹیلز میں تمہیں دوں گی، تم لوگ اپنی کمپنی کے ذریعے ٹریڈنگ کرکے ڈیل اپنے حق میں کر لینا۔''

''اس سے تمہیں کیا فائدہ ہوگا؟''

''کروڑوں کا نقصان ہوگا۔لیکن میری وفاداری ثابت ہو جائے گی۔''اس نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

''تم نے مجھے ہی کیوں اپروچ کیا؟''

www.novelsclubb.com

"کیونکہ میں اکیلی تھی۔ کوئی ایسا رازدار نہیں ہے جو حسام کو نہ بتائے، عرصے سے موقعے کی تلاش میں تھی، تمہاری صورت میں موقع مل گیا۔ کیا تم ڈیل کے لئے تیار ہو؟" نیکلیس پر انگلی پھیرتے ہوئے اس نے گھمبیر انداز میں پوچھا۔

"ایک شرط پر۔"

ملائکہ نے سوالیہ ابرو چکائی۔

"تمہارے رچائے گئے کھیل میں تمہارا ساتھ دوں گا لیکن کبھی بھی، کہیں بھی میں چال چلنے کے لئے آزاد ہوں گا۔ ڈیل؟" اس کے تاثرات تنے ہوئے تھے۔

"ڈیل۔" اس کی مسکراہٹ سیاہی لئے ہوئے تھی۔

اس کے جانے کے بعد ابتہاج نے اعتزاز کو دیکھا جو گہری سوچ میں گم تھا۔

"اسے کیوں نہیں بتایا کہ حسام نے قتل کیا ہے؟"

"وہ خود لا علم ہے تو بہتر ہے کہ نہ جانے۔ کسی بھی وقت ہم اس بات کو استعمال کر سکتے ہیں۔" سپاٹ انداز میں کہتے ہوئے اس نے کی چین کے ساتھ ننھی تصویر کو دیکھا۔

"تم پر زمین تنگ کرنے کا وقت آچکا ہے۔" وہ سرد انداز میں بڑبڑایا۔

ان الفاظ کی ٹھنڈک پر ایک جھٹکے سے حال نے خود کو آزاد کر والیا۔

اعتزاز کی نگاہیں قبر پر جمی تھیں۔ آنکھوں میں مبہم سی نمی تھی۔

"آپ کی سفیدی نے مجھے سیاہ بننے پر مجبور کر دیا ڈیڈ۔"

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆

وہی اندھیری سی گھٹن زدہ کوٹھری تھی جس میں وحشت کا راج تھا۔ جسم درد سے ٹوٹ رہا تھا۔ بازو کا اوپری حصہ جیسے آگ میں جھلس رہا تھا۔ قریب ہی ایک شخص

اوندھے منہ گرا تھا جس کے وجود سے خون نکل کر بہہ رہا تھا۔ حلق سے عجیب و غریب آوازیں نکل رہی تھیں۔

وہ کرنٹ کا کھا کر اٹھ بیٹھا۔ چہرہ پسینے سے تر تھا۔ سانسیں چڑھی ہوئی تھیں۔ کمرے میں زرد روشنی بکھری تھی۔ وہ چند پل گہرے گہرے سانس لیتا رہا پھر سر ہاتھوں میں گرا لیا۔ بے بسی انگ انگ سے ظاہر ہونے لگی۔

وہ اپنی کیفیت خود نہیں سمجھ پا رہا تھا۔ پچھلی کئی راتوں سے یہ ہو رہا تھا۔ وہ کام پر فوکس نہیں کر پا رہا تھا۔ ہر شے سے جیسے دل اچاٹ ہو گیا تھا۔ حالانکہ اس حادثے کو ایک مہینہ گزر چکا تھا لیکن...

کوئی خیال کوندے کی طرح اس کے ذہن میں لپکا۔ سب ساکن ہو گیا۔

وہ باسل کو اپنی کہانی نہیں سنا سکا تھا، اسے انگزائیٹی اٹیک ہوا تھا۔ راتوں کی بے خوابی۔ فوکسڈ نہ ہو پانا۔ ہر چیز سے بیزاری۔ سب چھوڑ کر کہیں دور چلے جانے کی خواہش۔

www.novelsclubb.com

اس نے سختی سے آنکھیں میچ لیں۔ چہرے پر اذیت لہرائی۔

کیا وہ PTSD کا شکار ہو گیا تھا؟

☆☆☆☆☆☆

انگلیوں سے پھسلتی ریت کی طرح

آفس روم میں ٹائپنگ ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ زرد چہرہ اور درد سے پھٹتا سر اسے چڑچڑا کر رہا تھا۔ ماتھے پر ان گنت بل ڈالے وہ یوں ٹائپنگ کر رہا تھا جیسے سارا غصہ کی بورڈ پر اتار رہا ہو۔ ظہر کی اذان گونجنے لگی۔ پل کے لئے اس کی انگلیاں رک گئیں۔ آنکھیں میچ کر سر جھٹک دیا۔ آہستہ آہستہ دل مردہ ہوتا جا رہا تھا۔

لمحے جو خاموشی سے بیتے جا رہے ہیں

وہ کتابیں سینے سے لگائے سر اٹھائے کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں سر اٹھائے گولڈن اور کریم کلر کے امتزاج میں ڈھلی عمارت کو دیکھ رہی تھی۔ طویل روش

کے ارد گرد درخت اور پھول ماحول کو سحر انگیز بنا رہے تھے۔اس کے ارد گرد لڑکیاں گزر رہی تھیں مگر وہ وہیں کھڑی اپنے خواب کو مجسم صورت بنتے دیکھ رہی تھی۔آہستہ آہستہ وہ آزاد ہوتی جا رہی تھی۔

کہانی کو نئے موڑ کی طرف دھکیل رہے ہیں

اعتزاز نے جھک کر اینٹر کا بٹن دبایا اور پیچھے ہو گیا۔لبوں پر وہی سرد سی مسکراہٹ بکھر گئی۔زیان ارتضی نہیں ملا تو کیا ہوا،اس کے باپ کا بزنس ان کے اعمال کی بھرپائی کرے گا۔حمدان لیمیٹڈز کی ڈیل نے انہیں کئی ڈالرز کا جھٹکا دیا۔اسٹاک مارکیٹ میں ان کی ویلیو گر گئی تھی۔آہستہ آہستہ جان لیتا یہ انتقام اسے سکون دے رہا تھا۔

یہی کھوئے ہوئے خاموش پل

حسام لب کاٹتے ہوئے کانفرنس روم میں اپنی ٹیم کو دیکھ رہے تھے۔ملائکہ درشتی سے کہتے ہوئے آئیڈیا زرد کر رہی تھی۔اتنے نقصان کے بعد دوبارہ ڈیل کرنا

سراسر بیوقوفی تھی۔ عجیب سی تلخی فضا میں رچی ہوئی تھی۔ آہستہ آہستہ سب ہاتھوں سے نکل رہا تھا۔

نامحسوس انداز میں سارے صفحے پلٹ رہے ہیں

کیفے کچن میں وہ چاروں گول میز کے گرد بیٹھے تھے۔ ورکرز کام کرتے نظر آرہے تھے۔ عارب کیس کی کوئی بات سنا رہا تھا، وہ بے ساختہ ہنس پڑے۔ مسکراتے ہوئے باسل نے اس کے کارنامے کا پول کھول دیا۔ انابیہ کے ماتھے پر بل پڑ گئے، وہ اب بوکھلاتے ہوئے وضاحت دے رہا تھا۔ مائعزم کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ آہستہ آہستہ وہ عادی ہو رہے تھے۔

ایک نئے رخ کے ساتھ ان لمحوں نے

بیلوں سے ڈھکے بنگلے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سائرہ نے دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے گہری سانس لی۔ تنہائی روح میں اترتی دل کو بے جان کر رہی تھی۔ زندگی سے آہستہ آہستہ ساری چاشنی ختم ہوتی جا رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سب تبدیل کرتے ہوئے راکھ میں چنگاریوں کو بھڑکا دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

اصل کھیل وہی ہوتا ہے جس کی تپش دو طرفہ ہو...

اب تم اس کہانی کو سیاہی میں موجزن ہوتے دیکھو گے

انتقام کا یہ کھیل زندگی کو اہانت اور تنہائی کی عمیق گہرائیوں میں دھکیل گیا

مگر پھسلتے لمحوں کے فنا ہونے میں صید لا متناہی کھلاڑی میں ڈھل چکا تھا

کہ جب خاموش رہ جانے والا مہرہ جوابی وار کرتے ہوئے بازی کھیلے...

تو جیون وار دینے کی اس داستان کا پلٹ جانا یقینی ہوتا ہے

www.novelsclubb.com

کیونکہ انتقام کی جنگ میں جیت کسی بھی منتقم کی ہو

مگر... اس آتشِ عناد میں کسی بے گناہ کا برباد ہونا طے تھا

ایک وار... اذیت اور طمانیت کا نہ ختم ہونے والا چکر... سرمئی میں مدغم سنہری خاموش عکس...

اپنے تمام تر راز اور حکایات خاموشی سے اندر سموئے وقت دو سال آگے بڑھ چکا تھا۔

بریدہ پر چھائی گرم دوپہر گہری ہو رہی تھی۔ آفس روم میں شیشے کی کھڑکیوں سے پھوٹتی روشنی ماحول کو منور کر رہی تھی۔ کرسی سے ٹیک لگائے وہ سوچتی نگاہوں سے اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔ دو سال بعد بھی وہ ویسا ہی تھا۔ کتھئی آنکھوں کا سپاٹ پن، چہرے کی سنجیدگی اور پیشانی پر ذرا سے بکھرے بال۔ فرق صرف اتنا تھا کہ وہ اندر سے مکمل مردہ ہو چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

''تمہیں نہیں لگتا تھا کہ ہمیں پرائس بڑھا دینی چاہیے۔'' مقابل بیٹھا یاسر میک بک کو دیکھتا پوچھ رہا تھا۔

"یہ سوچنا میرا کام نہیں ہے۔ یہ بزنس اسٹریٹیجی ہے، اسے فنانس مینجر حل کرے گا۔ مجھے بس اس پروجیکٹ کو لیڈ کرنا ہے، وہ میں کر رہا ہوں۔ پرائس کے بارے میں تم ایف ایم سے پوچھ لو۔" اس کا انداز سنجیدہ تھا۔

یاسر نے ابرو چکا کر اسے دیکھا۔

"تمہارے والد اپنے ملک کے نامور بزنس مین ہیں۔ اتنی اسٹریٹیجی تو تمہیں آتی ہو گی۔"

"اگر آتی ہوتی تو میں یہاں نہ ہوتا۔ ضروری نہیں کہ باپ کی صلاحیتیں بیٹے کے اندر بھی ہوں۔" انداز میں ناگواری در آئی۔ سر جھٹکتے ہوئے لیپ ٹاپ کو آف کرنے لگا۔

"اینی ویز، تمہیں ایک کام دیا گیا ہے۔"

"سن رہا ہوں۔" وہ اب چیزیں سمیٹ رہا تھا۔

"القصیم یونیورسٹی سے بزنس کے female batch کو سیمینار کی دعوت دی گئی ہے۔"

"اور مجھے کمپنی کے تعارف کی پریزنٹیشن دینی ہے۔ سمجھ گیا۔"

یاسر نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا۔اسے سمجھ نہیں آیا کہ اس بندے کا مزاج اتنا خشک کیوں ہے؟

"تمام، آدھے گھنٹے تک ہال میں آجانا۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔زیان نے اس کے جانے کے بعد سر اٹھایا۔چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھالیا۔گھنٹی جاتی رہی پھر کال اٹھالی گئی۔ہلکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر ابھر کر معدوم ہوئی۔وہ آج بھی اس کی کال کو نظرانداز نہیں کر سکتا تھا۔

"السلام علیکم۔" مستحکم انداز میں پہل کر دی۔چند لمحے خاموشی چھائی رہی۔

"وعلیکم السلام، کہیے۔" خفا سی آواز ابھری۔

"ڈیوٹی پر ہو؟"

"ظاہر ہے۔ لیکن آپ نے کیسے یاد فرمایا؟"

"ڈیڈ جانتے ہیں کہ میں کہاں ہوں؟" اس نے سنجیدہ انداز میں سوال کیا۔

دوسری طرف عارب ذرا سا چونکا۔

"مجھے نہیں لگتا، کیوں؟"

"میں واپس آرہا ہوں۔" شیشے کے پار دیکھتے ہوئے اس نے عام سے انداز میں اطلاع دی۔ مگر کتھئی آنکھوں میں چھایا تاثر عام نہ تھا۔ راکھ میں دبی سلگتی چنگاریوں سا۔

عارب پل کے لئے کچھ کہہ نہ سکا۔ آنکھوں میں کچھ زخمی ہوا تھا لیکن عیاں نہ ہونے دیا۔

"اچھاا!؟" اس نے لمبا کرتے ہوئے طنزیہ انداز میں پوچھا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

”ڈیڈ کو بتا دینا۔“

”جب تم نے ان سے نہیں ملنا تو کیوں بتانا ہے؟ دوسروں کو اذیت دینے کا بہت شوق ہے؟“ وہ تلخ ہوا۔

”تم جانتے ہو کہ میں یہ کیوں کہہ رہا ہوں، لیکن پھر بھی تمہاری جلی کٹی سن لیتا ہوں۔“

عارب لاجواب ہو گیا۔

”جیسے تمہیں پرواہ ہے۔“ خفگی سے کہہ کر کال کاٹ دی۔ زیان نے پیشانی چھوتے موبائل سائیڈ پر ڈال دیا۔ اسے تو جا کر سیٹ کرے گا۔ پیچھے کو ٹیک لگاتے ہوئے سر کرسی کی پشت سے ٹکا دیا۔ نگاہیں جھلملاتے فانوس کی سفید بتیوں پر جمی تھیں۔

کیا وہاں جانا آسان تھا جہاں صرف ذلت اس کے مقدر میں آئی تھی؟ مگر اسے جانا تھا، اپنا انتقام لینے کے لئے، زیان ارتضیٰ کا قرض اتارنے کے لئے۔ جنگ لمبی ہونے والی تھی۔ لیکن وہ تیار تھا۔

جنونِ انتقام کی یہ بازی... راکھ میں دبی چنگاریوں کی طرح... سالوں کی رنجش کے بعد... بھڑک اٹھی تھی۔

؎ تو میری چال سے واقف ہے تو کیا ہوا
میں اپنے جذبے بھی تجھ پر عیاں کر دوں گا

☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

شہر کے وسط میں القصیم انٹرنیشنل یونیورسٹی کی وسیع رقبے پر پھیلی عمارت کھڑی تھی۔ بزنس کیمپس میں معمول کی چہل پہل تھی۔ اسٹوڈنٹس فائنل ایگزام دینے کے بعد پرجوش لگ رہے تھے۔ سنگ مرمر کی ٹائلز سے گھرے سبز قطعے پر وہ دونوں بیٹھی تھیں۔

”دنیا جنت محسوس ہو رہی ہے۔“ وریشہ نے ہاتھ کو انگلیوں سے دباتے ہوئے گہری سانس خارج کی۔

”پتہ بھی نہیں چلا اور ہماری ڈگری مکمل ہو گئی۔“ جوس کے گلاس میں اسٹرا گھماتے ہوئے زمل نے وسیع یونیورسٹی کو دیکھا۔

وہ ویسی ہی تھی جیسے دو سال پہلے تھی۔ سیاہ اسکرٹ پر زرد شرٹ میں اسکارف لپیٹے جاذب نظر لگ رہی تھی۔ گولڈن براؤن آنکھوں میں سکون سا تھا۔ وہی طمانیت جو خوابوں کو پالینے کے بعد ملتی ہے۔

”اچھا، سنو۔“ وریشہ کو یکدم خیال آیا۔ ”تم پاکستان چل رہی ہو نا؟“

زمل کا ہاتھ بے اختیار رکا۔ سر جھکائے اس نے گہری سانس لی۔

”میں نے ابھی ابو سے بات نہیں کی۔“

"کیا مطلب ؟" وریشہ صدمے میں اسے دیکھ کر رہ گئی۔ "ابھی نہیں کی تو کب کرو گی ؟اب تو چھٹیاں بھی ہو چکی ہیں۔"

"کرلوں گی،ڈونٹ وری۔" وہ ویسے ہی سر جھکائے اسٹرا گھمارہی تھی۔

"زمل، میں بتارہی ہوں۔اگر تم آپی کی شادی پر میرے ساتھ نہ ہوئی تو مجھ سے بات مت کرنا۔" وریشہ نے خفگی سے کہا۔زمل نے سر اٹھا کر بے بسی سے اسے دیکھا۔

"مجھے پاکستان گئے پانچ سال ہو گئے ہیں،ایشا۔میرے لئے بہت مشکل ہے۔"

"جس چیز سے جتنا بھاگا جائے،وہ اتنا ہی انسان کو دبوچ لیتی ہے۔حقیقت کو فیس کرو،زمل۔ سچوئشن سے بھاگ کر ٹراما ہیل نہیں ہوتا۔تمہیں ایک نہ ایک دن وہاں جانا ہے،ہم ہمیشہ یہاں نہیں رہ سکتے۔" وریشہ نے نرمی سے سمجھایا۔وہ بھلے ہی اس کی جتنی بھی اچھی دوست تھی لیکن زمل اعظم نے کبھی اس پر عیاں نہیں ہونے دیا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا؟

"کسی دوسرے ملک میں بھی تو رہا جا سکتا ہے۔" کمزور لہجے میں تاویل پیش کی۔

"اور اگر تمہاری قسمت میں وہیں رہنا لکھا ہے تو کیا کرو گی؟"

زمل خاموش رہ گئی۔ یہ تو وہ جانتی ہی تھی کہ قسمت سے نہیں لڑا جا سکتا۔ اس نے گہری سانس لی۔

"اوکے، میں کروں گی بات۔"

وریشہ نے مسکرا کر اس کا ہاتھ تھپکا۔

"تم لوگوں نے سنا جو اناؤنس ہوا ہے؟" انگریزی میں کہتی لبنہ ان کے قریب آئی اور کتابیں رکھتے ہوئے بیٹھی۔ بالوں کو کئی چٹیوں میں باندھے وہ مصری لڑکی تھی۔

"کیا؟"

"ہم پرسوں کمپنی ٹور کے لئے جا رہے ہیں۔" اس نے بے زاری سے اطلاع دی۔

زمل نے ابرو چکائی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ابھی تو پچھلے سمسٹر میں گئے تھے؟" انداز میں کوفت در آئی۔

"اس دفعہ کلیدی کمپنی نے آفر کی ہے۔ایک کانفرنس ان کے ساتھ اٹینڈ کرنی ہے۔پرافٹ ڈیکنگ پر سیمینار بھی ہے۔"

"اف۔" وریشہ نے کراہ کر گردن پیچھے پھینکی۔

"یاربّی۔دو گھنٹے کی کانفرنس اور ڈیڑھ گھنٹے کا سیمینار۔ساری انرجی تو یہیں ختم ہو جائے گی۔" زمل نے پیشانی مسلی۔کوفت سے گلاس رکھ دیا۔

"پندرہ منٹ بعد ہدایات دینے کے لئے ہال میں بلائیں گے۔آجانا۔" لبنہ یاددہانی کرواتی اٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

کچھ سوچ کر وریشہ کی آنکھیں چمکیں۔

"زمل یاد ہے،آخری سیمینار میں،میں نے اور نورہ نے کیا کیا تھا؟" اس نے مسکراہٹ دبائے پوچھا۔

"بالکل بھی نہ سوچنا کہ میں یہ کروں گی۔" اس نے ابرو بھینچے وارن کیا۔

"کم آن زمل۔ لوگ یونیورسٹی میں اتنا کچھ کرتے ہیں۔ ہم غیر ملکی یونیورسٹی میں کچھ بھی نہیں کر سکے۔ اب بس سادہ سا بنک ہی تو کرنا ہے۔ اس دوران کمپنی میں گھوم پھر لیں گے۔"

"لیکچر سننے کا موڈ ہو رہا ہے؟" زمل نے مسکراہٹ دبائے سر اٹھایا۔ وریشہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"مطلب؟"

"آج کل یہ ٹرینڈ بنا ہوا ہے۔ یونیورسٹی میں جو جی چاہے کرو۔ بنک بھی اور پرینکس بھی۔ یہ اتنا عام کر دیا گیا ہے کہ ہم اس بارے میں سوچتے بھی نہیں ہے۔ یہ خیانت ہوتی ہے۔ وقت کے ساتھ، خود کے ساتھ، اپنے باپ کے پیسوں کے ساتھ۔ ہم یہ سوچتے ہی نہیں ہے کہ یہ بظاہر عام سی خیانت جو انجوائمنٹ کے لئے کرتے ہیں، یہ ہمیں کس کھائی میں دھکیل دیتی ہے۔ مگر ایشا، پل صراط کو کوئی خائن پار نہیں

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کر سکے گا۔ کیا معلوم یہی چھوٹی سی خیانت ہمیں اس پل سے نیچے گرا دے۔" اس نے کندھے اچکا دیئے۔

وریشہ نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا۔

"چلو، اب چلتے ہیں۔ آج میرے کورس کا ٹیسٹ بھی ہے۔" وہ چیزیں سمیٹنے لگی۔

"اوہ ہاں۔" وریشہ نے پیشانی کو چھوا۔ "کیسا چل رہا ہے تمہارا کمپیوٹر کورس؟"

"ایگزامز کی وجہ سے رینگ رہا تھا، آج پھر سے شروع کروں گی۔" وہ کتابیں سینے سے لگاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"ویسے بیٹھے بٹھائے تمہیں اس کورس کیوں شوق چڑھ گیا؟"

"بیٹھے بٹھائے؟ محترمہ پچھلے دو سالوں میں سینکڑوں کورس کر چکی ہوں۔" اس نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"یعنی اب تم کمپیوٹر جینئس ہو۔" وریشہ نے مسکراہٹ دبائی۔

”کہہ بھی سکتی ہو۔“اس نے فخر سے کندھے اچکائے۔

سبز قطعہ خاموشی سے ان لڑکیوں کو دور ہوتے دیکھ رہا تھا۔ سر سبز زندگیاں بہت جلد خزاں میں ڈھلنے والی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

سفید ستونوں والے قصر میں کلفت چھائی ہوئی تھی۔ شیشوں سے ڈھکی اسٹڈی بھی خاموش تھی۔ سفید بتیاں روشن تھیں۔ راکنگ چیئر پر جھولتے حسام مطالعہ میں غرق تھے جب ہلکی سی دستک کے بعد دروازہ دھکیلا گیا۔ انہوں نے بے اختیار سر اٹھا کر دیکھا۔ گزرے وقتوں میں بھی ان کی بارعب شخصیت ویسی ہی تھی لیکن اب آنکھوں میں تھکن نظر آتی تھی۔

ان کے مقابل صوفے پر بیٹھتے ہوئے عارب نے بغور انہیں دیکھا۔ بال جیل سے پیچھے کو جمائے وہ سنجیدہ لگ رہا تھا۔

”خیریت؟ آج کیسے یاد آگیا؟“ ایک سرسری سی نگاہ اس پر ڈال کر انہوں نے سر پھر کتاب پر جھکا لیا۔

”آپ کی طبیعت کیسی ہے؟“ پیچھے کو ٹیک لگائے اس کی آواز میں نرمی تھی۔ صفحہ پلٹاتی حسام کی انگلیاں رک گئیں لیکن انہوں نے سر نہیں اٹھایا۔

”مجھے کیا ہونا ہے؟ فٹ ہوں۔“

”ہر بیماری جسم کی نہیں ہوتی، ماموں۔ اکثر ہمیں علم بھی نہیں ہوتا اور ہم اندر سے ختم ہو رہے ہوتے ہیں۔ اعتراف کیوں نہیں کر لیتے کہ آپ تھک گئے ہیں؟“

حسام نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں ہلکی سی یاسیت تھی۔

”اولاد ہمیشہ تھکا دیتی ہے، عارب۔“ نارمل انداز میں کہتے ہوئے دور کہیں اذیت بسی تھی۔ وہ ظاہر نہیں کرنا چاہ رہے تھے لیکن اب مخفی رکھنا نہیں تھکا رہا تھا۔

"وہ آرہا ہے۔" ان پر نظر جمائے اس نے آہستگی سے کہا۔ حسام کی آنکھوں میں تعجب ابھرا۔ دل عجیب انداز میں دھڑکا تھا لیکن...

"کافی جلدی نہیں ہے؟" طنز سے کہتے ہوئے سر جھٹک دیا۔ عارب نے تاسف سے انہیں دیکھا۔ کچھ لوگ کبھی نہیں بدلتے۔

"یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ آپ نے اس کے پاس کوئی آپشن نہیں چھوڑا تھا؟"

"اس نے میرے پاس بھی کوئی آپشن نہیں چھوڑا تھا۔" انہوں نے کندھے اچکا دیئے۔

"وہ سعودیہ میں تھا۔" عارب نے بات پلٹ دی۔ وہ آج بھی خود کو حق بجانب سمجھتے ہیں تو بحث کا فائدہ کیا؟

"یعنی اعظم نے چھپایا تھا؟" ان کے انداز میں ناگواری در آئی۔

"زیان نے انہیں منع کیا تھا۔"

"کس حق سے؟" لہجہ کاٹ دار تھا۔

"جو حق آپ نے نہیں دیا وہ اسے اعظم انکل نے دیا تھا۔" عارب نے سکون سے کہتے ہوئے انہیں لاجواب کر دیا۔

باہر کھڑا سایہ دبے قدموں کے ساتھ پلٹ گیا۔

☆☆☆☆☆☆

بیلوں سے ڈھکے بنگلے میں وہی خالی پن تھا۔ نماز کے بعد دوپٹہ کھولتے ہوئے سائرہ لاؤنج میں آئیں تو ٹھٹک کر رک گئیں۔ آنکھوں میں اذیت ابھری۔

"اب کیا لینے آئی ہو؟" انہوں نے جیسے تکان سے پوچھا تھا۔ وہ پہلے سے زیادہ کمزور ہو گئی تھیں۔ زرد چہرہ اور خاموش نگاہیں۔

وہ صوفے پر بیٹھی پاؤں جھلا رہی تھی۔ ماسک سے جھلکتی سبز آنکھوں میں استہزائیہ سا تاثر تھا۔ سائرہ کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی۔

"تمہیں ایک خبر دینی آئی تھی۔"اس کی آواز میں عجیب سی کھنک تھی۔سائرہ گہری سانس لے کر اس کے مقابل صوفے پر بیٹھیں۔وہ اتنا تھک چکی تھیں کہ سامنے موجود عورت کو دیکھ کر آنکھوں میں کوئی جذبہ نہ ابھرا جوان سے سب چھین چکی تھی۔

"زیان واپس آرہا ہے۔"پیچھے کو ٹیک لگائے،اندر تک اترتی نگاہوں سے انہیں دیکھتے ہوئے اس نے اطلاع دی۔

سائرہ کی آنکھوں میں کچھ زخمی ہوا تھا۔دل نئے سرے سے کٹ کر رہ گیا۔انہوں نے سر جھٹکا۔

"تم یہ بتانے نہیں آئی تھیں۔"اندر امڈتے جذبات کو دباتے ہوئے انہوں نے بے تاثر لہجے میں کہا۔

"تم یہ ظاہر کرنا چاہ رہی ہو کہ تمہیں فرق نہیں پڑتا لیکن ایسا نہیں ہے،ڈیئر۔"اس کی آنکھوں میں شاطر سی مسکراہٹ تھی۔

www.novelsclubb.com

”اچھا تو پھر؟“

”میں تمہیں وارن کرنے آئی تھی کہ جذبات قابو میں رکھنا اور اس سے ملنے کی قطعی کوشش نہ کرنا ورنہ انجام جانتی ہو۔“اس کا لہجہ سرد سے سرد ہوتا گیا۔سائرہ چندپل اسے دیکھتی رہیں۔

”جانتی ہو میں خاموش کیوں ہوں؟“ان کا انداز برف تھا۔”میں اس وقت کا انتظار کر رہی ہوں جب وہ خود میرے پاس آئے گا جسے مجھ سے دور رکھنے کے جتن تم کرتی رہیں۔تب میں تمہاری بے بسی کا تماشا دیکھوں گی۔ابھی تم اپنی فتح کی خوشی منالو۔“

”اور وہ بھلا ایسا کیوں کرے گا؟یاد کرو سائرہ خالد،تم اسے مار چکی ہو۔“زہر خند لہجے میں کہتے ہوئے ان کی روح کے پھر بخیے ادھیڑ گئی۔سائرہ نے بمشکل آنکھوں میں آئے آنسو پیچھے دھکیلے۔ان کی معمولی سی غلطی ناقابل تلافی جرم بن چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

”خون کی کشش یہ دنیا ماند ضرور کر سکتی ہے لیکن ختم نہیں کر سکتی، یہ تم یاد رکھنا۔“

ان کا انداز چیلنجنگ تھا۔ وہ چند لمحے انہیں گھورتی رہی پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔

”مجھے امید ہے کہ تم کوئی غلطی نہیں کرو گی۔“ تنبیہ کرتی وہ پلٹ گئی۔ سائرہ خاموشی سے اسے جاتے دیکھتی رہیں۔ بے آواز آنسو چہرے پر لڑھکنے لگے۔ بے بسی اپنی انتہاؤں کو چھونے لگی۔ ذہن وہیں بھٹکنے لگا جہاں سے وہ نکلنا چاہتی تھیں۔ صفحے پر بہت خاموشی سے کئی سال پہلے کا منظر آکر ٹھہر گیا۔

وہ لب کاٹتے ہوئے اس کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ رہی تھیں۔ کتھئی آنکھوں میں اشتعال تھا۔

www.novelsclubb.com

”آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟“ وہ ضبط سے پوچھ رہا تھا۔ ماتھے کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔

”یہ اتنی بڑی بات نہیں ہے۔“ انہوں نے رسان سے اسے سمجھانا چاہا۔

"ممی۔" وہ انہیں دیکھ کر رہ گیا۔ "ڈیڈ نے آپ پر الزامات لگوائے اور آپ کہہ رہی ہیں کہ یہ بڑی بات نہیں ہے؟ آپ ایسا کیسے کر سکتی ہیں؟"

"تمہارے لئے کر سکتی ہوں۔"

وہ خاموش رہ گیا۔ آنکھیں گلابی پڑنے لگیں۔

"میرے لئے بھی یہ قربانی نہیں دینی چاہیے تھی۔" اس نے سر جھکا لیا۔ شکستہ سا انداز تھا۔

"تم پر گواپ کر دیتی؟" انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے ساتھ بٹھایا اور نرمی سے ماتھے پر آئے بال پیچھے کیئے۔ وہ لب بھینچے انہیں دیکھتا رہا۔

"میں انسانوں کی باتوں سے آزاد ہو گئی ہوں، زیان۔ میں جانتی ہوں کہ میں غلط نہیں تھی۔ عزت جس کے ہاتھ میں ہے، اس کی نظروں میں، میں رسوا نہیں ہوئی تھی، میرے لئے یہی معانی رکھتا ہے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آئی ایم سوری، ممی۔" ضبط سے بھاری ہوتی آواز میں وہ بس یہی کہہ سکا تھا۔ وہ اس کے لئے کس اذیت سے گزری تھیں، یہ خیال ہی کندھے جھکا رہا تھا۔

"اونہوں۔" انہوں نے خفگی سے ٹوکا۔ "مجھے دس دفعہ موقع ملے گا میں یہی کروں گی۔"

وہ چند لمحے انہیں دیکھتا رہا۔

"میں اب وہاں نہیں جاؤں گا۔" ہٹ دھرم انداز تھا۔ سائرہ بے اختیار چونکیں۔

"ڈیڈ کے پاس؟"

"میں وہاں نہیں جاؤں گا، ممی۔ میں ہمیشہ آپ کے پاس رہنا چاہتا ہوں۔" ان کے ہاتھ تھامتے ہوئے اس کے انداز میں بے بسی تھی۔

"نہیں زیان، یہ طے نہیں ہوا تھا۔" انہوں نے سختی سے نفی میں سر ہلایا۔

"ممی، ڈیڈ نے..."

www.novelsclubb.com

”انہوں نے جو بھی کیا تھا وہ میرا اور ان کا معاملہ ہے۔ حساب ہم دونوں کے نکلتے ہیں۔ میں نہیں چاہتی کہ اس وجہ سے تم اپنے ڈیڈ سے اپنا تعلق خراب کرو۔ انہوں نے ہمیشہ تمہارا بھلا چاہا ہے۔“

”میں روبوٹ نہیں ہوں، ممی۔“ وہ زخمی لہجے میں کہتے ہوئے پیچھے ہوا۔ ”جہاں مرضی ہوئی، بھیج دیا۔ جب دل چاہا، اپنا لیا۔ جب چاہا، چھوڑ دیا۔“

سائرہ کے دل کو بے اختیار دھکا لگا۔ وہ اسے دیکھ کر رہ گئیں۔ شبیہ دھندلی پڑنے لگی، ماضی مبہم ہو گیا۔

انہوں نے سر صوفے کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔ آنسو ویسے ہی لڑھک رہے تھے۔ زندگی کی زنجیر تنگ ہونے لگی تھی۔ وہ ان سے ملنے نہیں آئے گا، وہ جانتی تھیں۔ لیکن یہی چیز دل کو کاٹ رہی تھی۔

انہیں بس اس دن کا انتظار تھا۔ یہ انتظار ہی انہیں زندہ رکھ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

وحشت بھرا جنگل چڑھتی دوپہر میں بھی نیم اندھیر تھا۔وسط میں کھڑی کوٹھڑی خاموش تھی۔فضامیں سگریٹ کی بو پھیلی ہوئی تھی۔اندر قدم رکھتے ہوئے ملائکہ نے ناگواری سے سر جھٹکااور متلاشی نگاہوں سے ارد گرد دیکھا۔

"کیوں بلایا ہے؟"اندرونی دروازہ دھکیل کر اعتزاز اندر داخل ہوا تھا۔ہاتھ میں سلگتی سگریٹ کو فرش پر گراتے ہوئے بوٹ سے مسل دیا۔ملائکہ پرس اتارتی صوفے پر بیٹھی۔

"ایک خبر ہے۔"

کمپیوٹر کے آگے بیٹھے ابتہاج نے ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈالی اور پھر اسکرین کی طرف متوجہ ہوئے۔انہیں جیسے ان کے کھیل میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

www.novelsclubb.com

"آج بتادو گی؟" اس کے وقفہ لینے پر اعتزاز نے طنز سے کہا۔ ملائکہ نے بدمزہ ہو کر اسے دیکھا۔

"تمہارا دشمن سعودیہ میں ہے۔"

دیوار سے ٹیک لگائے اعتزاز بے اختیار سیدھا ہوا۔ آنکھوں میں استعجاب ابھر کر معدوم ہوا۔ ابتہاج نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا؟"

"عارب سے سنا ہے۔ وہ واپس آرہا ہے۔"

"تم نے اپنا بدلہ لے لیا ہے، اعتزاز۔ اب بس کردو۔" ابتہاج کے انداز میں بیزاری تھی۔

"خون کے بدلے خون ہوتا ہے، مسٹر درانی۔" اس نے چبا چبا کر جواب دیا۔ ایک ناپسندیدہ نگاہ ان پر ڈال کر ملائکہ کی طرف متوجہ ہوا۔

"مجھے اسے ٹریپ کرنا ہے۔"

"جانتی تھی۔" اس نے کندھے اچکائے۔ "پلان کیا ہے؟"

اعتزاز نے جواب نہیں دیا۔ اس کا ذہن تیزی سے جمع تفریق کر رہا تھا۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس نے سر اٹھایا اور ابتہاج کو دیکھا۔

"قریشی کے ساتھ ہم نے کیا کیا تھا، یاد ہے؟" سرد لہجے میں عجیب سی حیوانیت اتر آئی تھی۔ ملائکہ کو سنسنی خیز لہر خود میں دوڑتی محسوس ہوئی۔ اس نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"تم وہی کام دوبارہ کرنا چاہ رہے ہو؟" ابتہاج نے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں، طریقہ وہی ہے لیکن انجام مختلف ہوگا۔" پینٹ کی جیب سے بلیڈ نکالتے ہوئے پر تپش مسکراہٹ میں تنفر تھا۔

"جیسے تم چاہو۔میں صیغم سے کہہ دیتا ہوں۔" ابتہاج نے کرسی پھر کمپیوٹر کی طرف گھمادی۔

"تم کیا کرنا چاہ رہے ہو؟" ملائکہ نے بے چینی چھپاتے ہوئے نارمل انداز میں پوچھا۔

"انتظار کرو مسز ملائکہ۔جیسے میں نے کیا ہے۔اصل کھیل تو اب شروع ہوگا۔" وہ بلیڈ کی نوک کو انگلی پر رکھے، جلد کھرچ رہا تھا۔خون کے قطرے رسنے لگے۔ آنکھوں میں طمانیت اتر آئی۔

ملائکہ نے جھرجھری لے کر نگاہیں موڑلیں۔

☆☆☆☆☆☆

کلیدی کمپنی کی عمارت میں معمول سے ہٹ کر چہل پہل تھی۔تھرڈ فلور کے ہال میں القصیم یونیورسٹی کی طالبات موجود تھیں۔ڈائس کے پیچھے کھڑا اسپیکر پورے

جوش کے ساتھ تقریر کرنے میں مصروف تھا۔پروجیکٹر پر سلائیڈز چلتی نظر آرہی تھیں۔

"زمل، اگر پانچ منٹ مزید بولے گا نا تو میں سو جاؤں گی۔" وریشہ کا لہجہ روہانسا تھا۔

"صبر کرو لڑکی۔ تیس منٹ ہی تو رہ گئے ہیں۔" وہ خود بھی جی بھر کر بور ہو رہی تھی لیکن وہاں بیٹھے رہنا مجبوری تھی۔ نقاب میں ہونے کی وجہ سے کسی کو ان کے بولنے کا علم نہیں ہو رہا تھا۔

"تیس منٹ میں پتہ ہے کتنے سیکنڈ ہوتے ہیں؟ میں باہر جا رہی ہوں۔ تم بیٹھو اور بزنس میں ایکسل کرو۔" وہ ہٹ دھرمی سے کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ زمل نے ابرو چکا کر اسے جاتے دیکھا پھر سر جھٹک دیا۔ کسی سعودی نے دیکھ لیا تو اچھی خاصی عزت افزائی ہو جائے گی۔ لیکن اسے کون سمجھائے؟

گہری سانس لے کر اس نے چہرہ سٹیج کی طرف موڑا جب بے اختیار ٹھٹک گئی۔ آنکھوں میں حیرت ابھری۔

عہدیداران کے کرسیوں کی طویل قطار میں وہ موجود تھا۔ سفید ڈریس شرٹ کی آستین کہنیوں تک موڑے، اپنے بے نیاز حلیے میں وہ باقیوں سے یکسر مختلف نظر آتا تھا۔ اسے کافی عرصے بعد دیکھا تھا لیکن وہ پہچان گئی تھی۔ وہ غالباً تھوڑی دیر قبل ہی آیا تھا لیکن کتھئی آنکھوں میں اتنی بیزاری تھی کہ زمل ہلکا سا مسکرا دی۔ ایک ملاقات نے ہی اسے احساس دلا دیا تھا کہ بندے کے اسٹینڈرڈز کافی اونچے ہیں۔

گود میں رکھا موبائل وائبریٹ کرنے لگا تو وہ بے اختیار چونکی۔ خود کو ڈپٹتے ہوئے سیدھی ہوئی اور موبائل اٹھایا۔ وریشہ کی کال تھی۔

”زمل، انہوں نے مجھے روک لیا ہے۔“ وریشہ کی آواز رونے والی ہو رہی تھی۔

زمل نے بے اختیار ابرو اچکائے۔

”کیا مطلب؟ کہاں پر؟“

”تھرڈ فلور پر۔ میرے پاس اسٹوڈنٹ کارڈ نہیں ہے، اگر یہ ایم ڈی کے پاس چلے گئے تو میرا کام ختم ہے۔“

''تم تھرڈ فلور پر کرنے کیا گئی تھیں؟''اس کا بھی پارہ چڑھ گیا۔

''بعد میں ڈانٹ لینا یار۔ابھی کچھ کرو۔''وہ حواس باختہ ہو رہی تھی۔

''میں کارڈ لے کر آجاتی ہوں۔آگے تمہاری قسمت۔''کال کاٹتے ہوئے اس نے ٹائم دیکھا۔پندرہ منٹ باقی تھے۔وریشہ پیپرز کے ساتھ ہی اپنا کارڈ رکھ گئی تھی۔آہستگی سے سب کچھ اٹھاتے ہوئے اس نے کنٹرولر سے ایمرجنسی کا بہانہ کیا اور باہر نکل آئی۔

سفید ٹائلز سے سجی لمبی سی راہداری تھی۔اس نے ارد گرد دیکھا۔قدموں کی چاپ ابھر رہی تھی۔وہ تیزی سے آخر میں بنی لفٹ میں داخل ہوئی اور بٹن دبا دیا۔دروازے بند ہوئے تو اس نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی۔دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔اگر وہ پکڑی گئی تو وریشہ کے ساتھ ساتھ اس کا کام بھی ختم ہو جاتا۔یہ سعودی اتنے سخت کیوں ہوتے ہیں؟اس نے بے اختیار کوسا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تیسرے فلور پر دروازے علیحدہ ہوئے۔وہ آہستگی سے باہر نکلی۔موڑ کاٹتے ہوئے قدم رک گئے۔وریشہ لوہے کی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔کیبن میں موجود سعودی اپنے کام میں مصروف تھا۔پاس ہی یونیفارم میں گارڈ کھڑا تھا۔

"اف۔"زمل کے اوسان خطا ہونے لگے۔ایک تو اس کی عربی بھی اتنی خاص نہ تھی اور دوسرا ان کے کرخت چہرے۔اس نے بے دردی سے لب کچلا۔وہ پلٹنے ہی لگی تھی جب سامنے موجود ذی نفس کو دیکھ کر بمشکل قدم روکے۔

کیا دنیا اتنی چھوٹی ہے؟کارڈ پر اس کی گرفت سخت ہونے لگی۔آنکھیں میچ کر کھولتے ہوئے وہ سائیڈ پر ہو گئی۔زیان جو گزرنے لگا تھا،ٹھٹک کر رکا اور اس کی طرف مڑا۔

"زمل،رائٹ؟"اس نے ابرو چکائے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

کچھ تھا اس پل جو ساکن ہو گیا تھا، دریا میں بہتے پانی کی طرح جس پر برف کی تہہ جم گئی ہو۔

زمل نے بے اختیار سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ گولڈن براؤن آنکھوں میں اچھنبا ابھرا۔

”آپ کا کارڈ۔“ اس نے جیسے سنبھل کر اس کی حیرت کا جواب دیا تھا۔ لب کاٹتے ہوئے بمشکل تاثرات سنجیدہ رکھے۔

زمل نے نگاہیں جھکا کر اسکارف کے اوپر پہنے کارڈ کو دیکھا اور بے اختیار سر جھٹکا۔ نجانے کیوں اس کی وضاحت پر یقین نہیں آیا تھا۔

”آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟“

”میری دوست کو وہاں روک لیا گیا ہے، اس کے پاس کارڈ نہیں ہے۔ اگر ایم ڈی تک بات گئی تو مسئلہ بن جائے گا۔“ اس کا انداز مستحکم تھا لیکن نگاہیں لفٹ کے

دروازے پر جمی تھیں۔ فضا میں خفیف سی پرتیں تیر رہی تھیں۔ زرد سی افشاں کی طرح جو چمک رہی تھیں۔

زیان نے گردن موڑ کر کرسی پر بیٹھی لڑکی کو دیکھا۔

"اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو کارڈ مجھے دے دیں۔ آپ کو کسی نے دیکھ لیا تو مسئلہ ہو جائے گا۔" وہ محتاط انداز میں کہہ رہا تھا۔

زمل نے تذبذب سے اسے دیکھا۔ وہ اس کمپنی کا ایمپلائی تھا، اس کے لازمی مشکل نہیں ہو گی۔ ویسے بھی وہ آخری سمسٹر میں خود کو پھنسانے کا خطرہ نہیں لے سکتی تھی۔ گہری سانس لیتے ہوئے کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا۔

"تھینک یو۔ سیمینار ختم ہونے میں دس منٹ ہیں، آپ کا ہال میں ہونا بہتر رہے گا۔" وہ آگے بڑھ گیا۔

زمل نے مڑ کر اسے جاتے دیکھا۔ فضا سے زر کار روشنیوں جیسی پر تیں غائب ہو گئیں۔ اسے اس کا مہذب انداز اچھا لگا تھا، بھلے ہی وہ مدد کر رہا تھا لیکن اس کے انداز میں تحکم نہیں تھا۔

"جینٹل مین، یو نو۔" مہر کی آواز پس منظر میں گونجی تو وہ ہلکا سا مسکرا دی۔

راہیں آسان کرنے کی ابتدا ہو چکی تھی... اندھیروں کو روشنی میں بدلنے والے لمحے چمک اٹھے... منزلوں کو سہل بنانے کا آغاز ہوا۔

بہت دور کہیں... قسمت کا نیا صفحہ پلٹ گیا مگر... وہ ورق سیاہ تھا... ہجر کی تحریر... خساروں کی لکیر... شکستگی کی اسیر... مگر غور سے دیکھو... تو سیاہی میں سنہری سی کرن دمک رہی تھی...

وریشہ کو کارڈ دیتے ہوئے زیان نے ایک غیر ارادی نگاہ کوریڈور کے اختتام پر ڈالی، جواب خالی تھا۔ فضا سے کچھ حذف ہو چکا تھا۔ اس نے آخر دو سال پہلے دیکھی نقابی لڑکی کو پہچانا کیسے تھا؟ وہ الجھتا ہوا اپنے آفس روم کی طرف بڑھ گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ جانتا تھا لیکن جاننا نہیں چاہتا تھا۔

کانفرنس ختم ہوئی۔ عمارت سے باہر آتے ہوئے زمل کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ وہ تیورا کر اس کی طرف گھومی۔ وریشہ بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹی۔

"اگر مجھے سسپنڈ کر دیا جاتا نا، ایشا تو تم سیدھا اپنے آباؤاجداد کے پاس پہنچتیں۔"

"لیکن ایسا ہوا نہیں۔" وریشہ نے ڈھٹائی سے دانت نکالے۔

زمل نے بڑبڑا کر سر جھٹک دیا۔ نقاب سے جھلکتی آنکھوں میں برہمی تھی۔

"تم اس لڑکے کو جانتی تھیں؟"

وہ بے اختیار چونکی۔ وہ لازمی اسے دیکھ چکی تھی، اف۔

"نہیں۔" لاپرواہی سے کہہ کر آگے بڑھنے لگی جب وریشہ تیزی سے اس کے سامنے آئی۔

"وہ تمہیں ضرور جانتا تھا۔" اس نے جیسے چیلنج دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

زمل کے قدم تھم گئے۔اس نے نگاہیں نہیں پھیریں۔ نجانے کیوں دل معمول سے ہٹ کر دھڑکنے لگا۔

''اس نے پہچان لیا ہو گا کہ میں یونیورسٹی کی اسٹوڈنٹ ہوں۔''بظاہر سرسری انداز میں کہتے ہوئے کندھے اچکا دیئے مگر خود اندر تک الجھ گئی۔اس نے کیسے نقاب میں ہونے کے باوجود اسے پہچان لیا تھا؟

''ویسے اچھا خاصا ہینڈسم تھا۔میں تو سعودی دیکھ دیکھ کر بور ہو گئی تھی۔''وریشہ اس کے ساتھ چلتی کہہ رہی تھی۔

زمل نے گہری سانس لے کر سر جھٹکا۔کوئی عجیب سا بے نام احساس دل میں موجزن تھا۔نجانے اس بندے میں کیا تھا کہ ہر کوئی اس کا فین ہو جاتا تھا؟وہ سوچتے ہوئے قدم اٹھا رہی تھی۔

آفس روم میں فقط گھڑی کی ٹک ٹک گونج رہی تھی۔دیوار گیر شیشے کی کھڑکی کے آگے کھڑا زیان جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے پرسوچ انداز میں عمارت کے باہر

پچھلے قطعے کو دیکھ رہا تھا۔سیاہ عبایے میں ملبوس طالبات گروپس کی صورت میں آپس میں مشغول تھیں۔

وہ جیسے اپنے آپ میں الجھ رہا تھا۔کچھ تھا جو دل کی بنجر سی سرزمین کی گہرائیوں میں کونپل کی صورت میں پھوٹ رہا تھا۔جس سے مکمل انجان وہ لب دبائے گہری سوچ میں تھا۔دفعتاً ذہن کے پردے پر وہ روشن سی حیران آنکھیں ابھریں۔اس نے بے اختیار سر جھٹک دیا۔

ایک لڑکی ہی تو تھی...وہ بھلا کیوں اتنا سوچ رہا تھا؟اپنی سوچوں پر لعنت بھیج کر وہ وہاں سے ہٹ گیا۔پیشانی پر بل ڈالے کاغذ سمیٹ کر فائل میں رکھنے لگا۔

اندر منعکس ہوتی سورج کی سنہری کرنیں مسکراتے ہوئے اپنی حدت تیز کرتی گئیں۔

دل کا بدل جانا بھی ایک عجب عمل تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

☆☆☆☆☆☆

"سر، آپ کو آئی جی حسین نے بلایا ہے۔" کانسٹیبل نے سلیوٹ مارتے ہوئے اطلاع پہنچائی۔

عارب نے گہری سانس لے کر فائلوں سے سر اٹھایا۔ ایک تو یہ بلاوے۔ وہ بڑبڑاتے ہوئے اٹھا اور پی کیپ پہنتے ہوئے باہر بڑھ گیا۔

آئی جی صاحب کا کمرہ کشادہ اور روشن تھا۔ وہ طویل ٹیبل کے پیچھے بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے جب آہٹ پر سر اٹھایا۔ عارب نے آگے بڑھ کر سیلیوٹ کیا اور ان کے اشارہ کرنے پر کرسی گھسیٹ کر بیٹھا۔

"تمہارے لئے کیس ہے۔" انہوں نے لیپ ٹاپ کی اسکرین اپنی طرف موڑتے ہوئے اطلاع دی۔

عارب لمحے کے لئے چونکا۔ اگلے ہی لمحے جاندار مسکراہٹ لبوں پر بکھر گئی۔

www.novelsclubb.com

"میں سن رہا ہوں۔" اس کی بیزاری ہوا ہوئی۔ عرصے بعد زندگی میں کوئی تھرل آیا تھا۔ آنکھوں میں دلچسپی اُمڈ آئی۔

"دو گھنٹے قبل پٹرولنگ کے دوران ایک شخص ملا تھا جس کی حالت بہت ابتر تھی۔ اس نے کچھ کہا تھا، تمہیں وہ سننا چاہیے۔" وہ آڈیو پلے کرتے ہوئے پیچھے ہو گئے۔ آواز چاروں طرف گونجنے لگی۔

"وہ خونی لوگ ہیں۔" تیز تیز سانس لیتے ہوئے وہ ہانپ رہا تھا۔ "وہ تیرہ تاریخ کو سٹار مال میں دھماکہ کرنے والے ہیں۔"

عارب نے آنکھیں سکیڑے انہیں دیکھا۔ جو آڈیو ختم ہونے پر اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"پھر؟"

”کہانا، اس کی حالت کافی ابتر تھی۔ زخمی ہونے کی وجہ سے خون بھی کافی بہہ رہا تھا۔ دس پندرہ منٹوں بعد اس کی موت واقع ہو گئی۔ لیکن اس کے پاس سے کچھ ملا تھا۔“ انہوں نے جھک کر دراز کھولا اور مٹھی کے برابر شے نکال کر میز پر دھر دی۔

وہ پتھر کا بنا سرخ آنکھوں والا گدھ تھا۔ پر کٹے ہوئے تھے۔ اس پر ایک فقرہ کنندہ تھا۔ عارب نے دو انگلیوں سے اٹھایا اور آنکھوں کے قریب لا کر پڑھنے کی کوشش کی۔

”خون سے دلفریب کوئی مائع نہیں۔“

پڑھتے ہوئے وہ لمحے کے لئے اٹکا۔ ذہن میں کوئی کوندہ بجلی کی طرح لپکا۔ آنکھوں میں حیرت ابھری، پھر بے یقینی۔ کوئی احساس سارگ وپے میں اترتا چلا گیا۔ اس نے بے اختیار لب کاٹا۔

”سب ٹھیک ہے، عارب؟“ آئی جی حسین پیچھے کو بیٹھے بغور اس کے بدلتے تاثرات دیکھ رہے تھے۔

"جی سر۔" وہ سنبھل کر سیدھا ہوا۔ "میں بس یہ سوچ رہا تھا کہ یہ گدھ پہلے بھی کہیں دیکھا ہے۔"

"کہاں؟" وہ بے اختیار آگے ہوئے۔

"یہ میں آپ کو اپنی ریسرچ کرنے کے بعد بتاؤں گا۔ آپ کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور انفارمیشن ہے؟" اس نے بات پلٹتے ہوئے پوچھا۔

"بس یہی کہ شائد یہ کوئی دہشتگردی کی جماعت ہے جس کی مدد کوئی کارپوریٹ ورلڈ سے کر رہا ہے۔ چونکہ اطلاع ہمیں ملی ہے اس لئے یہ کیس فوج کے پاس نہیں جا سکتا۔ اسے ہمیں ہی ڈیل کرنا ہے۔"

"ڈونٹ وری سر۔ میں دیکھ لوں گا لیکن مجھے اس کے لئے ایک اجازت چاہیے۔"

"تم اپنی ٹیم کو شامل کر سکتے ہو۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے سر کو خم دیا۔ "مجھے نام دے دینا۔"

www.novelsclubb.com

عارب محظوظ سا مسکرا دیا۔

مزہ تو اب آنا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

کھڑکیوں کے پار شام گہری ہو رہی تھی۔ مغرب میں کچھ وقت باقی تھا۔ وہ لب دانتوں سے دبائے ٹائپنگ میں مصروف تھی۔ مہر بھی بیڈ پر کتابیں پھیلائے بیٹھی تھی جب کچھ سوچ کر سر اٹھایا۔

"تم نے ہیکنگ سیکھ لی ہے؟"

زمل جو اپنے کام میں غرق تھی، ہلکا سا چونکی۔ حیرت سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم نے کیا ہیک کروانا ہے؟" آنکھوں میں مشکوک سا تاثر امڈ آیا۔

مہر نے ضبط سے اسے دیکھا۔

"سادہ سا سوال کیا ہے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کے چڑنے پر زمل نے بے اختیار مسکراہٹ چھپائی اور بظاہر اثبات میں سر ہلایا۔

"کوڈز وغیرہ جان لئے ہیں، شائد کر ہی لوں۔"

وہ کہہ رہی تھی جب حبہ بھاگتی ہوئی اندر آئی۔

"آپی، زیان بھائی آئے ہیں۔" اس کا چہرہ تمتمارہا تھا۔

زمل کی انگلیوں کی حرکت تھم گئی۔ اس نے گردن موڑ کر اپنی بہن کا جوش دیکھا۔ وہ ان کے گھر بہت کم آتا تھا لیکن جب بھی آتا تھا حبہ یونہی اکسائیٹڈ ہو جاتی تھی۔

"جائیے، لوازمات تیار کیجئے۔" مہر نے مسکراہٹ دبائے کہا۔

"میں ہی کیوں کروں؟" اس نے خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا۔

"تاکہ پریکٹس ہو جائے۔"

زمل نے رک کر اس کے الفاظ سمجھے پھر چہرہ گلابی پڑنے لگا۔ آنکھوں میں تند ہی امڈ آئی۔

"واللہ مہر تم نے دوبارہ کوئی بکواس کی نا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" لیپ ٹاپ کی اسکرین گراتے ہوئے اس کا انداز برہم تھا۔

"تمہیں اتفاق نظر نہیں آرہے؟ پرسوں تم دونوں کمپنی میں ٹکرائے اور اب وہ گھر آگیا ہے، کچھ تو ہے جو گڑبڑ لگ رہا ہے۔" زمل کا سرخ پڑتا چہرہ اسے بہت مزہ دے رہا تھا۔ وہ کندھے اچکائے سکون سے اسے تپا رہی تھی۔ زمل نے کشن اٹھا کر اس کے سر پر دے مارا، مہر کی لمحے بھر کے لئے بولتی بند ہوئی پھر وہ ہنس پڑی۔

"ناول کی اکثر ہیروئینز یونہی ایٹیٹیوڈ دکھاتی ہیں جب ان کا رشتہ آتا ہے، مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔"

"آپی، جلدی کریں۔ بعد میں لڑ لینا۔" حبہ نے خفگی سے دونوں کو ٹوکا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آج کھانا تم بناؤ گی ورنہ فاقہ کر لینا۔" دانت پیستے ہوئے زمل نے دھمکی دی اور کیچر اٹھا کر بالوں کو سمیٹنے لگی۔

مہر نے زبان پر مچلتے الفاظ کو روکا اور چہرے کے آگے کتاب کر لی۔ مسکراہٹ لبوں سے جدا ہی نہیں ہو رہی تھی۔ ذہن اپنے تانے بانے بُن رہا تھا۔ آنکھوں میں خفیف سی چمک تھی۔ وہ جیسے دریا کے دو کنارے تھے۔ احتیاط پسند ابا حضور نے سارا مزہ کر کرا کر دیا مگر اس کی بنائی گئی جوڑی تھی پیاری۔ وہ سرد آہ بھر کر رہ گئی۔

ڈرائنگ روم میں آؤ تو خاموش سا منظر ملے گا۔ جھلملاتے فانوس کی بتیاں ان کی گفتگو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"لیکن واپس جانے کی ضرورت کیا ہے؟ تم یہاں سیٹل تو ہو چکے ہو۔" اعظم نے یاسیت چھپاتے ہوئے کہا۔

زیان نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ سفید شرٹ پر بلیو ڈینم شرٹ پہنے، بال جیل سے پیچھے کو جمائے وہ جانے کے لئے تیار لگتا تھا۔ کتھئی آنکھیں میں خاموش سا تاثر تھا۔

"میرا دو سال کا کنٹریکٹ تھا، بابا۔ ابھی ختم نہیں ہوا لیکن پاکستان میں کچھ معاملات فائنل کرنے ہیں۔ ایک ماہ تک واپس آجاؤں گا پھر وائنڈاپ کروں گا۔ ابھی تو کچھ ماہ ہیں۔"

"یہ مت کہنا کہ کانٹریکٹ ری نیو نہیں ہو سکتا یا تمہیں کہیں اور جاب نہیں مل سکتی۔" انہوں نے سر جھٹکا۔

"مجھے ہمیشہ کے لئے یہاں رہنا بھی نہیں تھا۔ پیچھے بہت کچھ ہے جو میرا انتظار کر رہا ہے۔ آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں؟ میں اپنا خیال رکھ سکتا ہوں۔" اس نے نرمی سے کہتے ہوئے تسلی دینی چاہی۔

"بالکل، جو کچھ تمہارے ساتھ ہوا ہے، اسے دیکھ کر لگتا ہے کہ تم اپنا خیال رکھ سکتے ہو۔" انہوں نے خفگی سے جیسے اسے لتاڑا تھا۔

وہ ہلکا سا ہنس دیا۔

www.novelsclubb.com

"یعنی اب آپ طعنے دیں گے؟"

"زیان، تم جانتے ہو کہ وہاں جانا ٹھیک نہیں ہے۔ پھر بھی کیوں رسک لے رہے ہو؟" ان کے انداز میں بے بسی در آئی۔

"یہ رسک نہیں ہے بابا۔ مجھے ایک اچھی کمپنی سے پوسٹ کی آفر ہوئی ہے۔ ایک نہ ایک دن تو جانا ہی تھا۔" وہ رسان سے کہتے ہوئے انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"فلائٹ کب ہے؟" انہوں نے سر جھٹک کر پوچھا۔ وہ آج بھی اپنی مرضی کرتا تھا۔

"ساڑھے چھ بجے۔ آپ پھر سے یہ نہیں کریں گے۔" اس نے جیسے تنبیہ کی تھی۔

"سوری بیٹا۔ جب تم میری نہیں مان سکتے تو میں کیوں مانوں؟" لبوں پر دل جلانے والی مسکراہٹ امڈ آئی۔

www.novelsclubb.com

"بابا، پلیز۔" وہ بے بس ہوا۔ وہ آخر اس پر کتنے احسان کریں گے؟

"مزید کوئی بات نہیں۔ میں چینج کر لوں پھر چلتے ہیں۔" وہ ان سنی کرتے ہوئے اٹھ گئے۔ زیان انہیں دیکھ کر رہ گیا۔ اس لمحے اسے اندازہ ہوا کہ عارب اس کی ڈھٹائی کیسے برداشت کرتا ہوگا؟ مسکراتے ہوئے سر جھٹک دیا۔

اس نے ٹرے سیٹ کر کے حبہ کے ہاتھ بھجوائی ہی تھی کہ اعظم اندر داخل ہوئے۔ ہاتھ دھوتے ہوئے اس نے مڑ کر سوالیہ نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

"آپ انتظار مت کیجئے گا۔ میں ائیر پورٹ جا رہا ہوں، دیر ہو جائے گی۔" مصروف انداز میں کہتے ہوئے وہ جگ سے پانی انڈیل رہے تھے۔

"خیریت؟" وہ نل بند کرتی ان کی طرف پلٹی۔

"زیان پاکستان جا رہا ہے۔"

زمل لمحے کے لئے اپنی جگہ تھم گئی، کچھ تھا جو ساتھ ہی ساکن ہوا تھا۔ مگر پھر سر ہلاتی مڑ گئی۔

"یہاں سے پیک اپ کر دیا ہے؟" وہ عام سے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

"نہیں اگلے ماہ کرے گا۔" وہ گلاس رکھتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گئے۔

زمل نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی اور سر جھٹکا۔

عجیب سا احساس ہوا تھا جو وہ محسوس کرنا نہیں چاہتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

جنگل کے درخت سانس روکے وسط میں کھڑی کوٹھری کی وحشت ناک فضا کو محسوس کر رہے تھے۔ جس کے زیر زمین خونی منظر کسی وحشی جانور کے جھپٹنے کی طرح تیار تھا۔

انگلیوں میں پستول گھماتے ہوئے اعتزاز سپاٹ انداز میں سامنے کھڑے شخص کو دیکھ رہا تھا جس کا چہرہ سفید پڑ رہا تھا۔ صوفے پر پیچھے کو ٹیک لگائے ابتہاج بے نیازی سے موبائل کی طرف متوجہ تھے۔ نائل نے بدقت حلق تر کرتے ہوئے صیغم کو دیکھا جس کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔ وہ فضا میں خون کی باس محسوس کر سکتے تھے۔

"تو تم مجھے بتا رہے ہو کہ جس ایجنٹ کو تم نے تیار کیا تھا، وہ فرار ہو گیا ہے۔" اعتزاز کی سپاٹ اور بھاری آواز گونجی۔ گلاسز سے جھلکتی آنکھوں میں بے رحم سی ٹھنڈک تھی۔

www.novelsclubb.com

اشرف سر تا پاؤں کانپ کر رہ گیا۔

"بب باس۔ وہ ہوٹل میں ٹھہرا تھا، ہم نہیں جانتے کہ کیسے فرار ہو گیا لیکن..."

"لیکن تم نے اسے موقعے پر دھر لیا اور گولیوں سے بھون دیا۔" اعتزاز نے درشتی سے اس کی بات کاٹی۔ "اس کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی؟ وہ بھاگا ہی کیوں؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پستول انگلیوں میں گھماتے وہ دو قدم آگے آیا۔ اشرف کے قدموں سے جان نکلنے لگی۔

"اس شخص کو خودکش دھماکے کے لئے تیار تم نے کرنا تھا اور وہ فرار ہو گیا؟ جانتے ہو کتنے ڈالرز کی پے منٹ ہوئی تھی؟" اس نے تاسف سے کہتے ہوئے سر جھٹکا۔

"باس..."

"نہ نہ۔ معافی ہرگز نہ مانگنا۔ ورنہ آسان موت دینے کا پلان کینسل کر دوں گا۔" اس کے لہجے میں کاٹ اتر آئی۔ پستول والا ہاتھ لمبا کر لیا۔

"جب تم پہلی دفعہ آئے تھے تو میں نے کہا تھا کہ یہاں ایک بھی غلطی کی گنجائش نہیں ہوتی۔ افسوس تم نے میری بات نہیں مانی۔" مصنوعی یاسیت سے کہتے ہوئے ٹریگر پر انگلی کا دباؤ بڑھا دیا۔

سائلنسر لگے پستول نے جھٹکا کھایا، گولیاں آزاد ہوئیں اور سیدھی نشانے کی پیشانی میں اترتی گئیں۔ خون کا فوارہ ابلا۔ دبی دبی چیخ ابھری اور پھر موت سا سناٹا۔

اعتزاز نے طمانیت سے لاش سے ابلتے خون کو دیکھا اور پھر پنجوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا۔

"اب کیا کرنا ہے؟" ابتہاج نے موبائل کی اسکرین بجھاتے ہوئے بے تاثر انداز میں پوچھا۔

"دھماکہ اور کیا؟" انگلیوں سے خون کو چھوتے ہوئے اس نے ناک کر قریب کر کے سونگھا۔

"اگر اس شخص نے مرنے سے پہلے کچھ بتا دیا ہو تو؟"

"ہمیں پے منٹ ہو چکی ہے۔ دھماکہ کرنا مجبوری ہے۔ کسی اور کو تیار کرو، جو ہو گا دیکھا جائے گا۔" وہ اٹھ کھڑا اور نائل کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"اسی مال میں اسی دن لیکن دو گھنٹے پہلے۔" بے نیازی سے آرڈر دیا۔نائل نے سر ہلا دیا۔

"اور ارتضی کا کیا کرنا ہے؟"

ابتہاج کے سوال پر وہ محظوظ انداز میں مسکرایا۔

"اسے پر کشش جاب پیکیج کی آفر دے دو۔ہماری کمپنی میں ایک اچھی پوسٹ۔"

ابتہاج نے ابرو چکا کر اسے دیکھا۔آنکھوں میں حیرت ابھری۔

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟"

"دشمن کو قریب تر رکھنا ہوتا ہے،ابتہاج۔تاکہ اس کے ہر موو پر نظر رہے۔"

نائل اور صیغم نے بے اختیار ایک دوسرے کو دیکھا۔ان کا باس ان کی سمجھ سے بالاتر تھا۔

"جیسا کہا ہے، ویسا ہی کرو۔اسے ہر حال میں یہ آفر ایکسپٹ کرنی ہے۔میں اور انتظار نہیں کر سکتا۔" خون کو کپڑے کی طرح انگلیوں میں مسلتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ابتہاج نے بڑبڑاتے ہوئے موبائل اٹھالیا۔

☆☆☆☆☆☆

القصیم ائیر پورٹ سفید روشنیوں میں دمک رہا تھا۔اسلام آباد جانے والی فلائٹ میں تھوڑا ہی وقت رہ گیا تھا۔پاسپورٹ کی کلئیرنس کروانے کے بعد سیاہ بیگ کندھوں پر ڈالتا اعظم کی طرف مڑا جو خاموشی سے شیشے کے دروازوں کے پار ڈوبتی شام کو دیکھ رہے تھے۔

"آپ تو ایسے کر رہے ہیں جیسے میں نے واپس نہیں آنا۔" اس نے مسکراہٹ دبائے جیسے انہیں چھیڑا تھا۔اعظم نے نظریں پھیر کر اسے دیکھا۔بال جیل سے

پیچھے کو جمائے وہ فریش لگ رہا تھا۔ کتھئی آنکھوں میں مسکراہٹ تھی۔ان کے ساتھ وہ ایک مختلف انسان ہوتا تھا۔دل ملال میں گھر گیا۔

"مجھے زیادہ علم نہیں ہے لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ تم اپنے پیچھے دشمن چھوڑ کر آئے تھے،جو تمہارے واپس آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔" دھیمی آواز میں وہ اسے دیکھتے کہہ رہے تھے۔زیان نے بے تاثر انداز میں انہیں دیکھا۔

"کسی کو انتظار کروانا اچھی بات نہیں ہوتی، بابا۔" اس نے جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کندھے اچکائے۔

وہ چند پل اسے دیکھتے رہے۔

"اپنا خیال رکھنا۔" محض تین لفظوں میں بات سمیٹ دی۔زیان نے بے اختیار لب کاٹا۔

www.novelsclubb.com

"آپ خفا ہیں؟" اس نے آہستگی سے پوچھا۔ اعظم نے گہری سانس لے کر نفی میں سر ہلایا۔

"میں تم پر کوئی حق نہیں رکھتا، زیان۔ لیکن میں اتنا ضرور چاہوں گا کہ جب تم مجھ سے ملو تو ابنِ مکرم بن کر ملو، جسے اپنے رب پر یقین تھا، جس کا اعتماد ہر حال میں قائم رہا تھا۔" ان کی آواز میں یاسیت تھی۔

زیان کا دل جیسے لمحے کے لئے رک گیا۔ بے اختیار لب کاٹا۔ یاسیت کی لہر آنکھوں میں اٹھی۔ کاش کہ وہ انہیں بتا سکتا کہ وہ اپنا یقین اور بھروسہ سب کھو چکا تھا۔

"آپ کے لئے میں ویسا ہی ہوں جیسا پہلے تھا۔ یہ مت کہا کریں۔ آپ مجھ پر ہر حق رکھتے ہیں، بابا۔" سنجیدگی سے کہتے ہوئے اس کے انداز میں بے بسی تھی۔

پس منظر میں فلائٹ اناؤسمنٹ ہونے لگی تھی۔

"اللہ کی امان میں۔" وہ اسے دیکھتے ہوئے بس یہی کہہ سکے تھے۔ آنکھوں میں بے نام سی اذیت تھی۔

گیٹ سے گزرنے سے پہلے زیان نے پلٹ کر پیچھے دیکھا۔ وہ یاسیت سے مسکرائے۔ ان کی مسکراہٹ دیکھ کر ذہن میں دھندلی سی شبیہ ابھری... گھوے کا ذائقہ محسوس ہوا... زرد روشنی دمکتی محسوس ہوئی۔ اس نے بے اختیار سر جھٹکا۔

جہاز کی کھڑکی کے نیچے سے تیرتے بادلوں کو دیکھتے ہوئے اس نے بلائنڈ گرا دیا اور سر سیٹ کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔

اسے کوئی احساس نہیں ہو رہا تھا۔ یوں جیسے تمام احساسات منجمد ہو کر برف کی تہوں میں دفن ہو گئے تھے۔ وہ اندر سے مکمل خالی ہو چکا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

بریدہ پر آہستہ آہستہ رات پھیل رہی تھی۔دو منزلہ گھر پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔کمرے کے ادھ کھلے دروازے کے پار زرکار روشنیاں جل رہی تھیں۔اپنا مگ اٹھاتے ہوئے زمل نے اعظم کو دیکھا جو گہری سوچ میں گم تھے۔وہ بے اختیار کھنکھاری۔

"بیٹے کو مس کر رہے ہیں؟" سنجیدگی سے پوچھا۔

اعظم نے چونک کر اسے دیکھا پھر ہلکا سا مسکرائے۔

"بیٹی کے بارے میں سوچ رہا ہوں کہ آگے کیا پلان ہے؟"

"ابھی تو کچھ عرصہ بریک لوں گی پھر ایم بی اے۔" مگ سے اٹھتی بھاپ کو دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔

چند لمحے خاموشی چھائی رہی پھر زمل نے ہمت مجتمع کرتے ہوئے گہری سانس لی۔

"ابو، وریشہ کی بہن کی شادی ہے تو وہ پاکستان جا رہی ہے۔ مجھے بھی انوئٹ کیا ہے۔"

اعظم ہلکا سا چونکے۔ وہ تذبذب سے مگ کے کنارے پر انگلی پھیر رہی تھی۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتے رہے۔ حساسیت اور مضبوطی کا عجیب سا امتزاج لئے وہ لڑکی کئی رنگ رکھتی تھی۔

"آپ جانا چاہتی ہیں؟" انہوں نے گہری سانس لے کر پوچھا۔

"مجھے نہیں سمجھ آ رہا۔" اس نے مدھم آواز میں اعتراف کیا۔ "سال ہو چکے ہیں لیکن ابھی بھی ہمت نہیں ہوتی۔"

اعظم کی آنکھوں میں یاسیت اتر آئی۔

"کیوں؟"

www.novelsclubb.com

زمل نے بے بسی سے لب کاٹا اور سر اٹھایا۔ خوبصورت آنکھوں میں ویران سا احساس ٹمٹمار ہا تھا۔

"مجھے لگتا ہے کہ پاکستان میں، میں پھر کچھ کھو دوں گی۔ عجیب سیاہی میں لپٹا احساس ہے۔"

"اور ایسا کیوں ہے؟"

"پتہ نہیں ابو۔" وہ خود میں بے بس لگ رہی تھی۔ "خوف ہے شائد جو احساس بن رہا ہے۔"

"زمل، یہ سب محض آپ کے ذہن کا کھیل ہے۔" انہوں نے نرمی سے سمجھایا۔ "اگر یہی خوف رہا تو پھر آپ کبھی بھی زندگی کا کوئی نیا فیز نہیں شروع کر پائیں گی، بیٹا۔ خود کو پر سکون کریں اور مستقبل کے خوف سے آزاد ہو جائیں۔ زندگی بہت آسان ہو جائے گی۔ ایسی فکریں پال کر ہم خود اپنے لئے مشکل پیدا کرتے ہیں۔"

"اگر ایسا ہی ہوا تو؟" اس نے ضبط سے دکھتے حلق کے ساتھ پوچھا۔

"تو مجھے یقین ہے کہ آپ اسے بھی گزار لیں گی۔ کیونکہ آپ پر اتنا ہی بوجھ ڈالا جائے گا جتنا آپ اٹھا سکتی ہیں۔"

زمل نے گہری سانس لے کر سر ہلا دیا۔

"جس چیز سے خوف محسوس ہو اس کا سامنا کر لینا چاہیے۔ پھر خوف نہیں رہتا۔" انہوں نے کندھے اچکائے۔

"آپ چاہتے ہیں کہ میں جاؤں؟" اس نے نگاہیں اٹھائیں۔

www.novelsclubb.com

"آپ کو جانا چاہیے۔ آگے آپ کی مرضی۔"

زمل تکان سے مسکرائی۔ وہ یہی کرتے تھے، تصویر کے دونوں رخ دکھا کر فیصلہ اس پر چھوڑ دیتے تھے۔

"اگر پلان بنا تو میں تایا کی طرف نہیں رہوں گی۔" اس نے جیسے یاد دلایا۔

اعظم نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا اور پھر بنا کچھ سر اثبات میں ہلا دیا۔

☆☆☆☆☆☆

تھانے کی زرد دیواروں پر کلفت چھائی ہوئی تھی۔ صبح آہستہ آہستہ طلوع ہو رہی تھی۔ راہداری عبور کر کے آخری دروازے کو دھکیلو تو اندر تم فضا کی خاموشی محسوس کرو گے۔ کشادہ سے کمرے میں صرف گھڑی کی ٹک ٹک گونج رہی تھی۔

فائل کے صفحے پلٹتا عارب مکمل اپنے کام کی طرف متوجہ تھا۔ اسے آج سے نئے کیس پر کام شروع کرنا تھا، جس میں اپنی ٹیم کی مدد لینا ضروری تھا۔ کچھ سوچ کر اس نے موبائل اٹھایا اور کال ملائی۔ گھنٹیاں جاتی رہیں۔ وہ تحمل سے سنتا رہا۔

”کہو۔“ بغیر کسی سلام دعا کے باسل کی بھاری آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔ عارب نے سر جھٹکا۔

”کب تک فری ہو گے؟“

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ابھی تو آدھا گھنٹہ پہلے آیا ہوں۔" اس کے انداز میں اکتاہٹ تھی۔ "شام تک شائد۔"

"اتنی ہی جاب ناگوار لگتی ہے تو چھوڑ دو۔"

"جی محترم، نئی جابز تو میرے انتظار میں لائن میں کھڑی ہیں نا۔" اس نے طنز سے کہا۔

"خیر، مجھے ایک کیس کے بارے میں کچھ ڈسکشن کرنی ہے۔" عارب نے فائل کھول لی۔

"شیور۔ میرے گھر آ جانا۔" تحکم سے کہتے ہوئے کال کاٹ دی۔

عارب نے بڑبڑاتے ہوئے موبائل واپس رکھ دیا۔ ہر کھڑوس کا رستہ اس تک نا جانے کیوں آتا تھا؟ ماتھے پر بل لئے وہ صفحے پلٹا رہا تھا جب ہلکی سی دستک کے بعد

دروازہ دھکیلا گیا۔پرفیوم کی مسحور کن مہک پھیلتی گئی۔اس نے بے اختیار نگاہیں اٹھائیں۔ساری دنیا رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔

گرے شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک موڑے،پر کشش آنکھوں میں وہی سنجید گی بھرا اسپاٹ پن تھا۔ گزرے ماہ و سال میں سعودیہ کی گرم آب وہوا میں وہ جیسے پہلے سے زیادہ وجیہہ ہو گیا تھا۔انداز میں ازلی بے نیازی تھی۔وہ ویسا ہی لگ رہا تھا لیکن عجیب سی بے رحم ٹھنڈک اس کے ارد گرد محسوس ہوئی تھی۔

عارب نے سنبھل کر نگاہیں ہٹالیں۔

”آپ کون؟“اس نے مصنوعی حیرت سے پوچھا۔اس کے مقابل بیٹھتے زیان کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔

”وہی جس کے چھوڑ کر جانے پر آپ اچھا خاصا بر ہم تھے۔“

عارب نے سر جھٹکا۔ایک تو اس کی یہ عزت دینے والی ٹون بھی ہضم نہیں ہوتی تھی۔

”برہم؟“اس نے مصنوعی انداز میں ابرو چکایا۔”میری بلا سے ساری زندگی وہیں رہتے۔“

نخوت سے جتایا۔زیان بے اختیار مسکرایا۔عارب نے نگاہیں ہٹالیں۔اس کی مسکراہٹ اس کی آزردگی بڑھادیتی تھی۔

”سوچا تو یہی تھا لیکن کچھ پرانے حساب چکانے تھے،سو آنا پڑا۔“اس نے کندھے اچکائے۔”ڈونٹ وری،بہت جلد چلا جاؤں گا۔تمہیں خبر بھی نہیں ہو گی۔“

کس قدر بے حس تھا وہ... کتنی بے رحمی سے کہہ گیا...عارب کا دل جیسے سمندروں کی تہوں میں ڈوب گیا...کچھ بھی تو نہیں بدلا تھا...وہ آج بھی اتنا ہی سرد تھا...

دل کے جذبات سے نگاہیں چرائے اس نے سر جھٹکا۔

"گڈ، جب کامیاب ہو جاؤ تو ضرور بتانا۔" یوں جیسے اس کے معاملات میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ کون زیان، کہاں کا ارتضی؟ عارب عمر کو واقعی کوئی پروا نہیں تھی۔ زرد دیواروں نے خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا۔ بھلا کوئی سالوں بعد ایسے ملتا ہے؟

"تم کام کرو، شام میں ملتے ہیں۔" وہ نارمل انداز میں کہتا اٹھنے لگا جب عارب نے بے اختیار اس کے آگے اسکیچ کر رکھا۔ روکنے کا بہانہ؟ اندر جھانکتی کرنوں نے استہزائیہ انداز میں ایک دوسرے کو دیکھا۔

زیان بے اختیار رکا۔ آنکھوں میں اچھنبا اترا۔

"تم اسے جانتے ہو؟" سپاٹ انداز میں سوال کیا۔

زیان نے آگے ہو کر دو انگلیوں سے کاغذ اٹھایا۔ اگلی نگاہ تصویر پر ڈالتے ہوئے وہ کچھ بولنے کا قابل نہ رہا۔ رنگت متغیر ہوئی۔ عارب بغور اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔ انٹرسٹنگ۔

"یہ ایک عام سا اسکیچ..."

"نہیں ہے۔" عارب نے سہولت سے اس کی بات کاٹی۔ "یہ ایک خاص تنظیم کا نشان ہے جو مجھے تمہارے کمرے سے ملا تھا۔ کیا تم نے جو ڈرگ ڈیکنگ اور اغوا کئے تھے، وہ ان کے ساتھ مل کر کئے تھے؟"

انداز میں آگ لگا دینے والی معصومیت تھی۔ تیلی نے کام دکھایا، شعلہ بھڑکنے لگا۔

زیان نے ضبط سے اسے دیکھا۔

"کر بھی سکتا ہوں، مجھ سے کیا بعید ہے؟" اس نے چبا چبا کر استہزائیہ انداز میں کہا۔ عارب نے ستائشی انداز میں سر کو خم دیا۔

"واقعی، تم سے کیا بعید ہے؟ لیکن شائد تم اس گروپ کو کسی اور طریقے سے بھی جانتے ہو۔"

www.novelsclubb.com

"نہیں۔" وہ قطعیت سے کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ "میں نے ڈیلنگ اسی گروپ کے ساتھ کی تھی۔ میں ہی ان کا ہیڈ ہوں۔ میرے کہنے پر انہوں نے پچھلے ہفتے دھماکے کئے تھے۔ دو ماہ پہلے جو قیدی تمہاری جیل سے فرار ہوئے ہیں، وہ بھی میں نے ہی کروائے تھے کیونکہ وہ میرے ساتھی تھے۔ اب خوش؟"

عارب نے بمشکل مسکراہٹ روکتے ہوئے دلچسپی سے اس کا تمتماتا چہرہ دیکھا۔ تو سرد اور سپاٹ زبان ارتضی کا یہ ٹریگر تھا؟

"تم نے ابھی اعتراف جرم کیا ہے۔ پھانسی سے کم کی سزا تو ہو گی نہیں۔"

"شیور۔ مجھے وقت بتا دینا، پہنچ جاؤں گا۔" اس نے زور سے دروازہ مار کر بند کیا تھا۔ عارب نے بے اختیار آنکھیں میچیں اور گہری سانس لیتے ہوئے پیچھے کو ٹیک لگائی۔ دروازے پر جمی نگاہوں میں یاسیت اتر آئی۔

ایکسلیٹر پر دباؤ بڑھاتے ہوئے اس کے اندر تلخی بھرتی جا رہی تھی۔ ماتھے پر بل پڑے تھے۔ وہ جانتا تھا کہ عارب مذاق کر رہا تھا مگر پھر بھی یوں جیسے زخم ادھڑ گئے

تھے۔ کیا وہ ساری زندگی انہی الزامات کے ساتھ گزار دے گا؟ ان ناکردہ گناہوں کا ذکر ابد تک اس کے ساتھ جڑ چکا تھا۔

عجیب بے بسی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

سفید ستونوں پر کھڑے محل کی دیواریں ویسے ہی خاموش اور بے رونق سی تھیں۔ ڈائننگ ہال میں چمچ اور کانٹوں کے ٹکرانے کی آواز گونج رہی تھی ورنہ کھانے میں مصروف نفوس اپنی اپنی سوچوں میں گم ایک دوسرے سے بے نیاز تھے۔

دفعتاً ملائکہ نے سر اٹھایا اور کچھ سوچ کر ملازموں کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔ چند لمحوں بعد حسام کی طرف متوجہ ہوئی۔ سفید ٹاپ میں بالوں کو اونچے جوڑے میں باندھے وہ فریش لگ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"شئیرز کی ڈیل کا کیا بنا؟"

حسام نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ابھی کام چل رہا ہے۔" مختصر اجواب دے کر وہ پھر پلیٹ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ چہرے پر سنجیدگی تھی۔ ملائکہ نے گہری سانس لی۔

"تم نے یہ کیوں توقع کی تھی کہ وہ تم سے ملنے آئے گا؟"

حسام بے اختیار چونکے پھر سنبھل کر گلاس اٹھا لیا۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں سوچا تھا۔"

ملائکہ نے استہزائیہ انداز میں سر جھٹکا۔

"تم اعتراف کیوں نہیں کر لیتے کہ اسے واپس لانا چاہتے ہو؟"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اس نے اپنی مرضی سے یہ جگہ چھوڑی ہے۔جب عقل ٹھکانے آئے گی تو خود ہی آجائے گا۔مجھے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔" ان کا انداز اٹل اور بے لچک تھا۔

"جب یہ عقل دو سالوں میں نہیں آئی تو اب بھی نہیں آئے گی۔وہ تمہارا ہی خون ہے، حسام۔ گردن کا سریہ اور انا تم سے ہی لی ہے۔" اس نے تلخی سے کہا۔

"دو سالوں میں وہ اپنی ماں سے کیوں نہیں ملا؟" حسام نے بات پلٹ دی۔

ملائکہ نے لمحے بھر کے لئے رک کر کچھ سوچا پھر وہی شاطرانہ مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو گئی۔

"تمہیں نہیں پتہ؟" حیرت سے پوچھتے ہوئے پلیٹ پرے کی۔

"کیا؟"

www.novelsclubb.com

"دونوں کے رابطے دو سال پہلے ٹوٹ چکے ہیں۔" اس نے سکون سے کہتے ہوئے اس طمانیت کو محسوس کیا۔ آہ، اس کے دشمن تنہا تھے، تہی داماں تھے، خالی ہاتھ تھے۔ اس کا مسرور ہونا بنتا تھا۔

حسام کی آنکھوں میں بے یقینی ابھری۔

"سائرہ نے زیان کو چھوڑ دیا؟" انہوں نے جیسے تصدیق چاہی۔

"بالکل۔ وہ اپنے ایکسیڈنٹ سے پہلے وہیں گیا تھا لیکن اس کے کرتوتوں کی وجہ سے سائرہ نے اسے چھوڑ دیا۔ تمہارے انا پرست بیٹے نے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔"

پل کے لئے وہ اپنی جگہ پر تھم گئے۔ کوئی شے تھی جو ذات کو اندھیروں میں دھکیلنے لگی۔

سائرہ نے کیسے اس پر یقین نہیں کیا تھا؟

وہ دوبارہ اسے کیسے چھوڑ سکتی ہے؟

حسام ارتضی کو اس لمحے اپنا دل کا ٹتا ہوا محسوس ہوا۔ کوئی سناٹا تھا جو اندر پھیل گیا۔ اذیت سوا ہونے لگی۔ وہ ٹیبل سے اٹھ گئے۔ ملائکہ نے حیرت سے انہیں جاتے دیکھا پھر کندھے اچکا کر کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی۔

ٹیرس پر چھائی رات ساری اذیتوں کی گواہ بنی پگھل رہی تھی۔ حسام نے ریلنگ کو مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے گہری سانس لینی چاہی۔ دل گھٹن میں ڈوب رہا تھا۔ کئی مناظر روح میں کرچیاں اتار گئے۔

ہاسپٹل کا سفید کوریڈور سرد ہوتا جا رہا تھا۔ حسام ارتضی ٹہلتے ہوئے کوئی نمبر ڈائل کر رہے تھے۔ چہرہ سرخ اور پیشانی کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔ انہوں نے موبائل کان سے لگا لیا۔

”حسین اب تک پتہ کیوں نہیں چلا؟“ وہ مشتعل لگ رہے تھے۔

دوسری جانب آئی جی حسین نے گہری سانس لی۔

"پولیس دیکھ رہی ہے۔ جیسے ہی کچھ پتہ چلا میں تمہیں انفارم کروں گا۔ تم پریشان..."

"پریشان مائی فٹ۔" وہ دبا دبا غرائے۔"آخر تم لوگ پچھلے دو دنوں سے کر کیا رہے ہو؟ ابھی تک اس شخص کا پتہ نہیں لگا سکے جو ایکسیڈنٹ میں ملوث تھا، اور مجھے کہتے ہو کہ پریشان نہ ہو۔ میں بتا رہا ہوں، حسین اگر زیان کو کچھ ہوا تو پھر بچے گا کوئی بھی نہیں۔"

طیش سے کہتے ہوئے انہوں نے کال کاٹی۔ غصہ ابل ابل کر باہر آ رہا تھا۔ کل عارب جس زخمی حالت میں زیان کو ہاسپٹل لایا تھا، ان کے قدموں سے جیسے زمین کھسک گئی تھی۔

"ماموں، زیان کی حالت کریٹیکل ہے۔" عارب کی بے یقین آواز ان کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اس کا یہ روز کا کام ہے، میں اس کے لئے سب چھوڑ کر نہیں آسکتا۔" لہجے میں ٹھنڈک سموئے انہوں نے کال کاٹ دی۔

حسام نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔ کیوں وہ اپنے عناد میں اتنا ڈوب جاتے تھے کہ سب عدم ہونے لگتا تھا؟ کیوں نہیں انہوں نے عارب کی بات پر دھیان دیا تھا؟ آنکھیں گلابی پڑنے لگیں۔

آئی سی یو کے کمرے میں وحشت ناک خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ مانیٹر کی بیپ سماعتوں پر ہتھوڑے برساتی معلوم ہو رہی تھی۔ دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوتے حسام نے ضبط سے گہری سانس لی۔ ذہن میں ڈاکٹر کی گفتگو گونج رہی تھی۔

"بظاہر دیکھنے سے معلوم ہو رہا ہے کہ اسے کئی گھنٹے کسی تنگ و تاریک جگہ پر محبوس کر کے رکھا گیا تھا۔ کلائی پر موجود زخم، نائیلون کی رسی کے ہیں جیسے اسے باندھا گیا تھا۔ وہ mental breakdown سے بھی گزر رہا تھا۔ مزید جلائے جانے کے زخم بھی واضح ہیں۔ ابھی سٹیبل نہیں ہے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تکلیف سی جلن کی صورت میں رگ و پے میں اترتی چلی گئی۔انہوں نے دھندلی پڑتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

بند آنکھیں،زرد چہرہ،خشک ہونٹ۔بازو پر بنے جھلسے زخم پر پٹی بندھی تھی۔وہ کل سے بے ہوش تھا۔انہوں نے آہستگی سے اس کی آنکھوں کو چھوا۔

”زیان۔“شکستہ انداز میں سرگوشی کی۔

مگر بند پلکوں میں کوئی جنبش نہ ہوئی۔کتنی ہی دیر وہ اسے دیکھتے رہے جب آنکھ سے گرم قطرہ ٹوٹ کر گرا۔وہ لمحے کے لئے رکے۔وہ اس کے لئے رو رہے تھے؟خود کو کتنا ہی بے حس کر لینے کے بعد بھی اس کے لئے پتھر نہیں ہو سکے تھے؟انہوں نے شکستگی سے آنکھیں رگڑیں جب سانس لمحے کے لئے رک گیا۔انہوں نے بے اختیار زیان کو دیکھا۔

”ممی۔“غنودگی کے عالم میں،ابھرتی ڈوبتی سانسوں میں اس نے پکارا تھا۔

حسام بے ساختہ اس پر جھکے۔

"زیان۔" انہوں نے انداز میں بے انتہا تڑپ لئے اسے پکارا تھا۔ وہ ایک دفعہ آنکھیں کھول لے تو ان کا رستا دل پر سکون ہو جاتا۔ بے اختیار آئی وی لائن لگا اس کا ہاتھ تھاما۔

وہ نیم بے ہوشی میں بھی بے چین لگ رہا تھا۔ تنفس ناہموار ہو رہا تھا۔

"ممی۔"

حسام کے دل پر جیسے کسی نے پیر رکھ دیا۔ کسی ذکر میں ان کا ذکر نہیں تھا، مگر فی الحال انہیں کوئی عناد یاد نہ رہا تھا۔ وہ کیوں اتنی تکلیف میں لگ رہا تھا؟ آنکھوں میں وحشت سی امڈ آئی۔

تبھی ان کے ہاتھوں میں زیان کے ہاتھ میں حرکت ہوئی۔ آہستگی سے اس نے پلکیں جدا کیں۔

ان کا سانس تھم سا گیا۔ دل لرز اٹھا۔ وہ دم سادھے اسے دیکھے گئے۔ اگر جو وہ انہیں یوں اپنے سرہانے دیکھ لیتا تو کبھی یقین نہ کرتا۔ وہ اتنا ہی تو ان سے بد ظن تھا۔

چند لمحے غنودگی میں پلکیں جھپکانے کے بعد کتھئی آنکھیں بند ہو گئیں۔ وہ مکمل ہوش میں نہیں آیا تھا۔ حسام نے لب کو بے دردی سے کچلا۔ دل کے بوجھ ثقیل ہوتے گئے۔

جھک کر آہستگی سے اس کی پیشانی چومی۔ ایک خاموش سا... کئی اذیتوں کا گواہ... آنسو ٹوٹ کر بہہ گیا۔

دو سالوں بعد بالکونی میں کھڑے حسام ارتضی نے گیلی پڑتی آنکھیں کھولیں۔

اس دن وہ اسی لئے اتنی تکلیف میں تھا کیونکہ اس کی ماں نے پھر اسے چھوڑ دیا تھا۔ وہ کیوں اتنا اپنی انا میں مدغم رہے کہ اس کی اذیتوں کو نہ جان سکے؟

سالوں پہلے کی گئی ان کی ایک غلطی ساری کہانی کو پلٹا گئی تھی۔ کسٹڈی کے کیس میں وہ انتہائی قدم نہ اٹھاتے تو ان کے درمیان یہ فاصلے نہ آئے ہوتے۔

کاش کہ وہ اپنے اشتعال میں بے قابو ہو کر اس پر ہاتھ نہ اٹھاتے تو آج شائد کچھ مختلف ہوتا۔ اسے پاکستان چھوڑ کر جانا نہ پڑتا۔ ناراض، بدظن، خفا ہی سہی لیکن ان کی آنکھوں کے سامنے تو ہوتا تھا۔ وہ ظاہر نہ بھی کرتے، لیکن اسے دیکھ کر دل میں اترتے سکون کا کوئی مول نہ تھا۔

وہی خاموش سا آنسو چہرے پر ٹوٹ کر بہتا گیا۔

☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

القصیم ایئرپورٹ سفید روشنیوں میں دمک رہا تھا۔ شیشے کے دروازوں کے پار شام اترتی دکھائی دے رہی تھی۔ کندھوں پر بیگ ڈالتے ہوئے زمل نے سبز پاسپورٹ پر نگاہ ڈالی۔ دل بوجھل ہونے لگا۔ اس نے گہری سانس کھینچی اور مڑ کر دیکھا۔ اعظم

نے مسکرا کر ہاتھ ہلا دیا۔ان کی آنکھوں میں خفیف سی اذیت تھی۔دل جیسے ڈوب رہا تھا۔اسے جاتے دیکھ کر عجیب سا احساس کیوں ہو رہا تھا؟

وہ وہیں جا رہی تھی، جہاں اسے ہمیشہ زخم ملے تھے۔

زمل نے گہری سانس لی۔ایک نگاہ اطراف میں پھیلے ائیرپورٹ پر ڈالی۔ساتھ چلتی وریشہ پرجوش انداز میں کچھ کہہ رہی تھی لیکن اس کا ذہن ماضی کی گرفت سے آزاد نہیں ہو رہا تھا۔

لوگوں کی زبانوں کے نشتر اور وقت کے لگائے گئے گھاؤ۔

اس کے راکھ ہوئے خوابوں کی چنگاریاں سلگ اٹھی تھیں۔وہ سیدھ میں دیکھتی قدم اٹھا رہی تھی۔دل انہی الفاظ کے زہر سے زخمی ہو رہا تھا۔

مگر کون جانے کہ ماضی خود کو مستقبل کی صورت میں دہرانے والا تھا۔

دوسال بعد بھی وہ الفاظ اسے کنٹرول کر سکتے تھے۔ گولڈن براؤن آنکھوں میں تلخی ابھری۔ تایا عابد کا استہزائیہ لہجہ سماعتوں میں گونجا۔ بیٹی ہونے کا طعنہ، ان کا احساس برتری، ذات کا زعم۔

زمل اعظم کی زندگی ایسے بدلنے والی تھی کہ اس کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔

جہاز کی کھڑکی سے نیچے تیرتے بادلوں کو دیکھتے ہوئے وہ اسے عجیب سا احساس ہو رہا تھا۔ جیسے کچھ تھا جو منزل پر اس کا انتظار کر رہا تھا۔ کچھ ایسا جو اسے جکڑنے والا تھا۔ سر جھٹکتے ہوئے ذہن کو ان فضول خیالات سے آزاد کرنا چاہا۔

ایک چال... دام میں پھنسا صید... انجان راستے... تنہائی کے ناسور کے ساتھ نیا موڑ...

بلائینڈ گراتے ہوئے اس نے سر سیٹ کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔ منجمد احساسات جیسے پھر سے سلگ اٹھے تھے۔ وہی بے بسی بھرا تلخی وجود پر حاوی ہو رہی تھی۔ لیکن اس دفعہ وہ دنیا کو دکھائے گی کہ اب اسے کنٹرول کرنا آسان نہیں تھا۔

زمل اعظم خود کو بدل چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

صبح دھیرے دھیرے دوپہر میں ڈھل رہی تھی۔ اچ آر کیفے میں اس وقت رش نہ ہونے کے برابر تھا۔ شیشے کی دیوار کے ساتھ گول میز کے گرد بیٹھے تین نوجوانوں کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔ ایسے میں کونے پر سیڑھیوں کے نیچے بنے کچن میں مصروفیات بکھری تھیں۔ کوکنگ رینج کے آگے کھڑے شیفز کے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔

"تم بھی سوچ رہی ہو گی کہ میں صبح صبح نازل ہو گئی ہوں۔" انابیہ چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں گرائے بولی۔ کٹے بالوں کو پن لگا کر پیچھے کیئے وہ فریش لگ رہی تھی۔ مقابل بیٹھی مائعزم نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"بالکل یہی سوچ رہی ہوں۔" بے نیازی سے کہتے ہوئے وہ پین کیکس پر سیرپ ڈال رہی تھی۔ انابیہ نے خفگی سے اسے دیکھا۔

”اکلوتی دوست کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہوئے شرم نہیں آتی؟“

”جب دوست اسی قابل ہو تو شرم کیسی؟ زاہد کتنے لوگوں کا آرڈر ہے؟“ اس نے گردن موڑ کر شیف کی مدد کرواتے ویٹر سے پوچھا۔

”تین ہیں، میم۔“

”تم لوگ کٹنگ کرو، میں سرو کر دوں گی۔“ عام سے لہجے میں کہتے ہوئے اس کے ہاتھ مصروف انداز میں چل رہے تھے۔

”یہ کیفے تمہارا ہے، مائعزم۔ تم باس ہو۔“ انابیہ نے ہمیشہ کی طرح خفگی سے اسے ٹوکا۔

”میرا ہے اسی لئے مجھے زیادہ کام کرنا چاہیے۔“

”میں ہیلپ کروا دوں؟“ چوکھٹ سے آواز ابھری۔

www.novelsclubb.com

مائعزم کے چلتے ہاتھ سست ہوئے۔دل رک کر دھڑکا۔یوں لگا جیسے صدیوں بعد وہ آواز سماعتوں میں اتری تھی۔ جھکی پلکیں لرز اٹھیں۔انابیہ نے تحیر سے چوکھٹ کی طرف دیکھا۔

دروازے سے ٹیک لگائے دونوں ہاتھ جینز کی جیبوں میں ڈالے،اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ مخصوص پرفیوم کی خوشبو پھیل گئی تھی۔

اس کی مدھم مسکراہٹ مائعزم نور کے تمام احساسات سلگا گئی۔دل پر کوئی آنسو تیزاب کی مانند گرا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"انابیہ کے منہ سے گڑبڑائے ہوئے انداز میں نکلا۔

زیان نے مسکرا کر سر جھٹک دیا۔

"مجھے سرپرائز پسند نہیں ہیں لیکن اب اچھا لگا ہے۔"

مائعزم سنبھل کر نگاہیں چراتے ہوئے سنک کی طرف بڑھ گئی۔ہاتھ دھوتے ہوئے دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔ گزرے ماہ وسال کی کلفت لمحے میں زائل ہوتی محسوس ہوئی۔زیان نے گردن موڑ کر اس کی خاموشی محسوس کی اور پھر انابیہ کو دیکھتے ہوئے سوالیہ ابرو چکائی۔

"آپ کو کئی خفا لوگوں کو منانا ہے،بشمول میرے۔"انابیہ نے گردن کڑا کر جتایا۔

"تمہارے ہزبینڈ کے ساتھ سب سیٹ کرنے کی کوشش کی تھی،بھاری پڑی۔" اس نے جیسے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔انابیہ مسکرادی۔

"تم نے اس کو تنگ ہی اتنا کیا ہے۔"

مائعزم ہاتھ خشک کرتے ہوئے اس کی طرف پلٹی۔وہ انابیہ کی بات پر مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا رہا تھا۔نگاہوں کے ارتکاز پر گردن موڑ کر اسے دیکھا۔مسکراہٹ معدوم ہوئی۔سر کو خم دیا۔

www.novelsclubb.com

اس کے بدلتے تاثرات مائعزم نے بخوبی محسوس کئے۔

"کب واپس آئے؟"اس کے انداز میں مروت تھی۔

"کل رات۔تم کیسی ہو؟"زیان نے بھی جیسے مروتاپوچھا۔انابیہ نے بغور دونوں کو دیکھتے ہوئے تناؤ محسوس کیا تھا۔

"ٹھیک۔اوپر آجاؤ،بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"وہ اس سے بھی زیادہ تکلف کر رہی تھی۔

"تم دونوں دو سال بعد مل رہے ہو،پہلی دفعہ نہیں۔اتنا فارمل ہونے کی کیا ضرورت ہے؟"انابیہ چڑ گئی۔مائعزم نے خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا۔

"زاہد،سب دیکھ لینا۔میں کچھ دیر تک آتی ہوں۔"وہ ہدایت دیتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گئی۔

ہال اب بھی تقریباً خالی تھا۔ وہی تین نوجوان دبی دبی آواز میں بحث کرنے میں مشغول تھے۔ کافی کے مگ سے بھاپ اٹھ رہی تھی۔ مائعزم ایک سرسری سی نگاہ ان پر ڈالتی گول زینے کی طرف بڑھ گئی۔

"اپنا برومینس ختم کرو تم دونوں۔ ماما جان کال کر رہی ہیں، ہمیں نکلنا ہے حازم۔"

برہم سی آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔

مائعزم کا دل جیسے لمحے کے لئے رک گیا۔ اس نے اتنی تیزی سے گردن موڑی کہ ہڈی چٹخنے کی آواز آئی۔ راکھ میں دبی چنگاریاں بھڑک اٹھیں۔

وہ یوں بیٹھا تھا کہ چہرہ واضح تھا۔ شیشے کی دیوار سے منعکس ہوتی روشنی سب واضح کر رہی تھی۔ تیکھے نقوش، پیچھے کو جمے براؤن بال اور آنکھیں...

مائعزم نور کو اپنی پوری دنیا جھلستی محسوس ہوئی۔ دل اتھاہ گہرائیوں میں گرتا چلا گیا۔ ساری آوازیں خاموش ہو گئی تھیں۔ وہ بس یک ٹک ان آنکھوں کو دیکھ رہی تھی۔

چمکدار بھوری آنکھیں جن میں عجیب سا سحر اور بے چینی کی رمق تھی۔ وہی دلکشی جو سالوں پہلے ان آنکھوں کا خاصہ تھی۔

پہچاننے میں ایک لمحہ نہ لگا تھا۔ درمیان میں سالوں کی کھائی تھی لیکن وہ اسے کیسے بھول سکتی تھی؟

وہ جو زندگی تھا... سانسوں کی وجہ تھا... دل کا سکون تھا...

زیان اور انابیہ اس سے چند قدم دور رک گئے تھے۔ حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

وہ تینوں اب اٹھ رہے تھے۔ والٹ اٹھاتے ہوئے وہ اپنے دوست کی کسی بات پر ہنس دیا۔

"مگر تم مجھے ایسے اچھے لگتے ہو۔"

"میں ہر حال میں اچھا لگتا ہوں۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

خاک کے برف میں ڈھلے مجسمے کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا۔

"مائعزم۔" انابیہ تشویش سے آگے آئی۔

گلاس ڈور سے انہیں باہر نکلتے دیکھ کر مائعزم کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔ وہ اسے پھر نہیں کھو سکتی تھی۔ بنا کچھ سوچے سمجھے دروازے کی طرف لپکی۔ وہ جیسے اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔

پارکنگ میں کھڑی کار کی چابی لانا وہ بھول گئی تھی۔ جیکٹ کی جیبیں کنگھالتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دہشت اتر آئی۔ ہاتھ لرزنے لگے۔ وہ تینوں اب گاڑی میں بیٹھ رہے تھے۔

"مائعزم، کیا ہوا ہے؟ تم انہیں جانتی ہو؟" انابیہ بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئی۔

زیان نے گردن موڑ کر اس سفید کار کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے...اس کا پیچھا کرنا ہے۔" وہ سخت گرمی میں بھی کانپ رہی تھی۔ چہرہ سفید پڑ رہا تھا۔

"میرے ساتھ آؤ۔" کوئی بھی سوال کیے بنا زیان جیب سے چابیاں نکالتا اپنی کار کی طرف تیزی سے بڑھ گیا۔

ایک مخصوص فاصلہ رکھے محتاط انداز میں تعاقب شروع ہوا۔

کار میں موت سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ انابیہ حیرت سے مائرم کو دیکھ رہی تھی جو مٹھیوں کو زور سے بھینچے ونڈ اسکرین کے پار نظر آتی کار کو دیکھ رہی تھی۔ سانس جیسے حلق میں اٹکا ہوا تھا۔ آنکھوں میں بے تحاشا وحشت تھی۔

دس منٹ بعد آگے والی سفید کار ایک ہوٹل کے آگے رک گئی۔ زیان نے سیٹ بیلٹ کھولتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

"تم یہیں بیٹھو، میں دیکھ کر آتا ہوں۔" وہ دروازہ کھولنے لگا۔

"مجھے جانا ہے، زیان۔ وہ پھر چلا جائے گا۔" اس کے لب کپکپا رہے تھے۔

"جسٹ آ منٹ۔" وہ انابیہ کو اشارہ کرتا باہر نکلا اور دروازہ بند کر دیا۔

"مائعزم، ریلیکس وہ دیکھ لے گا۔ ہم ایسے کسی سے ہوٹل میں نہیں مل سکتے۔ وہ جو کوئی بھی ہے، روم نمبر نوٹ کرنے سے کام ہو جائے گا۔" انابیہ اس کے ہاتھ تھامتے ہوئے رسانیت سے بولی۔ مائعزم بس وحشت سے ہوٹل کے مین گیٹ کو دیکھ رہی تھی۔

رگوں کو کاٹتا درد دل میں اتر رہا تھا۔ وہ کیسے یوں سامنے آگیا تھا؟ اتنے سالوں بعد قسمت نے ان دونوں کو تب مقابل کھڑا کیا تھا جب اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

سالوں کا طویل... دشتِ ہجر کا آبلہ پا کر دینے والا... تنہا اور زخمی روح لئے... اس سفر کی اذیت پھر امڈ آئی تھی۔ اس سیاہ دن کی وحشت نئے سرے سے وجود کو سلگا گئی۔

سسکیاں جان پر بھاری ہونے لگیں۔ خون اور آنسوؤں کے وہ لمحات اس کی زندگی سے ہر احساس چھین لے گئے تھے۔

وہ زندہ رہ گیا تھا... اس نے کرب سے آنکھیں میچ لیں... اس کی قربانی رائیگاں نہیں گئی تھی... وہ بچ گیا تھا۔

چند لمحوں بعد زیان دروازہ کھول کر اندر بیٹھا اور سیٹ بیلٹ باندھتے ہوئے پیچھے دیکھا۔

”میں نے روم نمبر دیکھ لیا ہے، شام تک ساری ڈیٹیلز نکلوالیں گے، ڈونٹ وری۔“ اس نے نرمی سے کہا۔

مائعزم نے بے دردی سے لب کچلتے ہوئے سر ہاتھوں میں گرالیا۔

”وہ کون تھا، مائعزم؟“ چندپل کی خاموشی کے بعد زیان نے آہستگی سے پوچھا۔ انابیہ لب کاٹتے ہوئے اس کو دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس کا دل کسی بھنور میں ہچکولے کھاتا ڈوبتا جا رہا تھا۔ فقط ایک نام تھا... جو ساری زندگی کا محور تھا... جس کی آنکھوں کے سحر سے خود کو آزاد کروانے کی کوشش وہ پچھلے سولہ سال سے کرتی آ رہی تھی... مگر جو قلبِ شکستہ کا ہی حصہ ہو... دھڑکنوں کے ردھم میں سانس لیتا ہو... اسے کیسے فراموش کیا جا سکتا تھا؟

"وہ حازم تھا، میرے لئے حیدر۔" اس کے لبوں سے سسکی نکلی۔ وہ بے انتہا شکستہ لگ رہی تھی۔

"کون؟" انابیہ نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"میرا بھائی۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

کوئی آتش سی بھڑک اٹھی... جو وجود کو جھلساتی، دل کا احاطہ کرنے لگی...

کیا تم نے کبھی غور سے دیکھا؟

اس کی آنکھیں ہیزل تھیں... وہ عروش رضا تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

☆☆☆☆☆☆

اگلی قسط:

”وہ ساری زندگی خود کو کانٹوں سے بچاتی رہی تھی،اس کے سامنے خارزار کیسے آگیا؟“

”تم اپنی محبت کیسے وار سکتی ہو؟اپنے ساتھ ایسی سنگدلی کون کرتا ہے؟“

”میں زمل سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔“

”ایک دفعہ مجھے یہ سب روکنے دیں پھر جو آپ کا فیصلہ ہو گا،میں قبول کروں گا۔“

”آپ ہر دفعہ مجھ سے جڑی عورتوں کو ڈی گریڈ نہیں کر سکتے،کم از کم جب تک میں زندہ ہوں تب تک تو بالکل بھی نہیں۔“

☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

(آنے والی اقساط میں آپ ''خونِ جگر ہونے تک'' اور ''ہم نے جیون وار دیا'' کا crossover پڑھیں گے، ان شاءاللہ)

جاری ہے۔

باقی آئندہ ماہ، ان شاءاللہ۔

www.novelsclubb.com